تنظیم اسلامی کا ترجمان

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

01

www.tanzeem.org

10 تا 16 جمادی الاوّل 1441ھ / 7 تا 13 جنوری 2020ء

ابھی اپنے ہاتھ بندھے رکھو!

مشرکین کو محسوس ہوا کہ یہ تو چٹان کی طرح کھڑے ہیں اور دو باتیں بہت خطرناک ہوگئی ہیں۔ ایک تو ہماری نوجوان نسل ان کے گرد جمع ہوگئی ہے۔ یہ بنواُمیہ کا چشم و چراغ عثمان ان کے حلقۂ ارادت میں شامل ہوگیا ہے۔ یہ مصعب بن عمیر اور سعد بن ابی وقاص جیسے نوجوان ان کے گرد جمع ہوگئے ہیں' اور اس سے بھی بڑھ کر خطرناک معاملہ یہ کہ ہمارے غلام ان پر ایمان لے آئے ہیں۔ یہ تو ایسا معاملہ ہے جیسے کہیں پر بارود کا سٹور ہو اور وہاں پر چنگاری اڑ کر جا رہی ہو۔ ہمارے غلام اگر کہیں ہمارے خلاف کھڑے ہوگئے اور انہوں نے ہم سے ہمارے مظالم کے بدلے چکانے شروع کیے تو کس بھاؤ بکے گی؟ لہٰذا اب جسمانی تشدد و تعذیب (physical persecution) کا آغاز ہوگیا کہ انہیں مارو' انہیں بدترین جسمانی سزائیں دو' ان کو گھروں میں بند کر دو اور زنجیروں میں جکڑ کر رکھو۔ کھانے کو کچھ مت دو' بھوکا رکھو۔ غلام ہے تو بری طرح مارو' پیٹو' گلیوں میں گھسیٹو۔ حضرت سمیہ اور حضرت یاسر (رضی اللہ عنہما) کو ابوجہل نے بدترین اور شرمناک ترین تشدد کر کے شہید کیا۔ جوان بیٹے' عمار بن یاسر کو ستون سے باندھا اور ان کے سامنے حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کو برہنہ کر کے تشدد کا نشانہ بنایا۔ مار مار کر تھک گیا تو کہا ایک دفعہ کہہ دو کہ ''تمہارا معبود بھی سچا ہے'' میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ انہوں نے اس کے منہ پر تھوک دیا۔ پھر اس نے شرمگاہ کے اندر برچھا دے مارا جو جسم کے آر پار ہوگیا۔ حضرت یاسر رضی اللہ عنہ کے جسم کو چار وحشی اونٹوں کے ساتھ باندھ کر ان کو چار مخالف سمتوں میں دوڑایا گیا تو ان کے جسم کے پرخچے اڑ گئے۔ اس صورتِ حال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم یہی تھا کہ کُفُّوْٓا اَیْدِیَکُمْ ابھی اپنے ہاتھ بندھے رکھو!

رسولِ انقلاب کا طریقِ انقلاب
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

کیلنڈر

حقیقی ایمان کے تقاضے

بھارت شہریت بل: انڈین مسلمانوں پر مودی کا......

وقت کی آواز

جماعتی زندگی کا مہلک ترین مرض: نجویٰ

مزارات کے گدی نشینوں کی پولیٹیکل اکانومی

اللہ تعالیٰ کا علم زمین و آسمان کی تمام چیزوں کو محیط ہے

سُوْرَۃُ الْحَجّ — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 70 تا 72

اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ فِیۡ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ ﴿۷۰﴾
وَیَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِہٖ سُلۡطٰنًا وَّمَا لَیۡسَ لَہُمۡ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ نَّصِیۡرٍ ﴿۷۱﴾
وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعۡرِفُ فِیۡ وُجُوۡہِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الۡمُنۡکَرَ ؕ یَکَادُوۡنَ یَسۡطُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ
عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا ؕ قُلۡ اَفَاُنَبِّئُکُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِکُمۡ ؕ اَلنَّارُ ؕ وَعَدَہَا اللّٰہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۷۲﴾

آیت ۷۰ ﴿اَلَمۡ تَعۡلَمۡ اَنَّ اللّٰہَ یَعۡلَمُ مَا فِی السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ؕ﴾ ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمان میں اور زمین میں ہے؟''

﴿اِنَّ ذٰلِکَ فِیۡ کِتٰبٍ ؕ﴾ ''یقیناً یہ سب کچھ ایک کتاب میں (درج) ہے۔''

یہ وہی کتاب ہے جسے ''اُمّ الکتاب'' بھی کہا گیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے علم قدیم کی کتاب۔

﴿اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیۡرٌ ﴿۷۰﴾﴾ ''یقیناً یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔''

تمہیں یہ مشکل معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ایک چیز کا علم کیسے رکھتا ہے لیکن اللہ کے لیے یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے۔

آیت ۷۱ ﴿وَیَعۡبُدُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِہٖ سُلۡطٰنًا﴾ ''اور وہ پرستش کرتے ہیں اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی جن کے بارے میں اُس نے کوئی سند نہیں اتاری''

اگرچہ وہ اللہ کو مانتے ہیں لیکن اللہ کے علاوہ بھی بہت سی چیزوں کی پرستش کرتے ہیں، جن کے بارے میں ان کے پاس کوئی سند نہیں ہے۔

﴿وَّمَا لَیۡسَ لَہُمۡ بِہٖ عِلۡمٌ ؕ﴾ ''اور انہیں اس کا کچھ علم بھی نہیں۔''

نہ صرف یہ کہ اللہ کی طرف سے نازل شدہ کوئی سند نہیں بلکہ کوئی اثری ثبوت، کوئی عقلی بنیاد اور کوئی منطقی دلیل بھی ان کے پاس ان من گھڑت معبودوں کی پرستش کے لیے نہیں ہے۔

﴿وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ نَّصِیۡرٍ ﴿۷۱﴾﴾ ''اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔''

آیت ۷۲ ﴿وَاِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتُنَا بَیِّنٰتٍ تَعۡرِفُ فِیۡ وُجُوۡہِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوا الۡمُنۡکَرَ ؕ﴾ ''اور جب ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ہماری روشن آیات تو تم دیکھتے ہو ان کافروں کے چہروں پر ناگواری کے آثار۔''

اللہ عزوجل کا کلام سن کر خوشی سے کھل اٹھنے کی بجائے ان کے چہروں پر بے زاری اور ناگواری کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں۔

﴿یَکَادُوۡنَ یَسۡطُوۡنَ بِالَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِنَا ؕ﴾ ''قریب ہوتے ہیں کہ ٹوٹ پڑیں ان پر جو ان کو ہماری آیت پڑھ کر سناتے ہیں۔''

﴿قُلۡ اَفَاُنَبِّئُکُمۡ بِشَرٍّ مِّنۡ ذٰلِکُمۡ ؕ﴾ ''آپ کہیے: کیا میں تمہیں اس سے بدتر چیز کی خبر دوں؟''

یعنی جس قدر ناگواری تمہیں اس وقت ہو رہی ہے اور جس قدر سختی تم پر اس وقت بیت رہی ہے جب تمہیں اللہ تعالیٰ کی آیات پڑھ کر سنائی جا رہی ہیں، کیا میں تمہیں بتاؤں کہ اس سے بڑھ کر ناگوار اور سخت چیز تمہارے لیے کیا ہوگی؟

﴿اَلنَّارُ ؕ وَعَدَہَا اللّٰہُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا ؕ وَبِئۡسَ الۡمَصِیۡرُ ﴿۷۲﴾﴾ ''وہ ہے آگ! جس کا وعدہ کیا ہے اللہ نے کافروں سے۔ اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔''

فرمان نبویؐ

بلندی کی راہیں

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ رضی اللہ عنہ عَنۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: ((مَا نَقَصَتۡ صَدَقَۃٌ مِّنۡ مَّالٍ وَمَا زَادَ اللّٰہُ عَبۡدًا بِعَفۡوٍ اِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ اَحَدٌ لِلّٰہِ اِلَّا رَفَعَہُ اللّٰہُ)) (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''صدقہ وخیرات کرنے سے مال میں کمی واقع نہیں ہوتی، اور عفو و درگزر سے اللہ تعالیٰ بندے کی عزت ہی بڑھاتا ہے اور کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع اور عاجزی اختیار کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بلندی ہی عطا فرماتا ہے۔''

تشریح: حدیث کی پہلی بات میں صدقہ وخیرات کرنے کی ترغیب ہے۔ اور انفاق فی سبیل اللہ سے دل کو طمانیت اور سرور حاصل ہوتا ہے۔ اور جو شخص دوسروں کو معاف کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی عزت و احترام میں اضافہ کر دیتا ہے۔ حدیث مبارک میں تیسری بات تواضع اور عاجزی اختیار کرنے کے لیے ارشاد فرمائی گئی۔ اس سے نرم دلی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے، تکبر اور غرور سے چھٹکارا مل جاتا ہے۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

10 تا 16 جمادی الاوّل 1441ھ جلد 29
7 تا 13 جنوری 2020ء شمارہ 01

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک .... 600 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا -------------- (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیلنڈر

یہ دنیا اور اِس میں رہنے والے لوگوں کے حالات و واقعات جب ماضی سے مستقبل میں داخل ہوتے ہیں تو ماضی کو ہسٹری یعنی تاریخ کا نام دیا جاتا ہے۔ اِن حالات و واقعات کو ترتیب دینے اور انسانی ذہنوں سے محو ہونے سے بچانے کے لیے کیلنڈر وجود میں آئے جس کیلنڈر کو دنیا کی غالب اکثریت زیرِ استعمال لائی اُس کا تعلق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مبارک ذات سے ہے۔ وہ تمام واقعات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے دنیا میں وقوع پذیر ہوئے اُن کے اوقات کا تعین کرتے وقت ساتھ اُردو میں ق م اور انگریزی میں B.C لکھا جاتا ہے اور ان کی پیدائش کے بعد پیش آنے والے واقعات کا تعین عیسوی سن کے ساتھ لکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ مثلاً سکندرِ اعظم نے 326 ق م میں ہندوستان پر حملہ کیا اور راجہ پورس سے اُس کی جنگ ہوئی اور ہندوستان میں مغلوں کی حکومت کا آغاز 1526ء میں ہوا۔ آج دنیا تاریخی واقعات کے لحاظ سے تعین کردہ اِن اوقات کو بالعموم تسلیم کر چکی ہے اور اِسے تسلیم کر کے آگے چلتی ہے۔ لیکن یہ کہنا اور تسلیم کرنا ہرگز درست نہیں ہوگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی جو تاریخ طے کی گئی ہے وہ حتمی ہے اور اُسے کوئی تاریخی تقدس حاصل ہے بلکہ اِس تاریخ کی نہ صرف قرآن پاک بلکہ عیسائیوں کی بھی ایک مقدس کتاب سے تردید ہوتی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس علاقے میں پیدا ہوئے اُس کے موسم ہندوستان کے موسموں سے کسی قدر ملتے ہیں۔ گویا 25 دسمبر کو وہاں بھی شدید سردی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں حضرت مریم علیہا السلام سے جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی وجہ سے وہ دردِ زہ سے سخت تکلیف میں تھیں، اُن کی رہنمائی کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ وہ قریب کے کھجور کے تنے کو ہلائیں، تازہ کھجوریں اُن پر گریں گی۔ سیدھی سی بات ہے کہ یہ موسم گرما ہوگا کیونکہ وہاں تو سخت گرمی میں کھجوریں پکتی ہیں۔ پھر عیسائیوں کی ایک مقدس کتاب میں لکھا ہے، جب حضرت مریم علیہا السلام اس تکلیف میں مبتلا تھیں تو دور ایک چرواہا اپنی بھیڑیں باہر چراتا ہوا گزر رہا تھا۔ ظاہر ہے اتنی شدید سردی میں چرواہے بھیڑیں باہر نہیں نکالتے تھے۔

ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی تاریخ کا صحیح تعین نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا اِس کیلنڈر یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو 2019ء سال گزر چکے ہیں۔ اس کی تاریخی حیثیت بھی اتنی یقینی نہیں ہے۔ حقیقت میں یہ بھی ایک مفروضہ ہے جس کو طے کر کے اب ماہ و سال کا تعین کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں کے کیلنڈر کا آغاز ہجرت سے ہوتا ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت کی تھی۔ یہ ہجرت مسلمانوں کے لیے بلکہ جزیرہ نمائے عرب کے لیے گیم چینجر ثابت ہوئی۔ یہ کیلنڈر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں وجود میں آیا۔ اس کیلنڈر کا آغاز اسلامی تاریخ کے اہم ترین واقعہ ہجرت سے کیوں کیا گیا؟ ہماری رائے میں اِس کی دو وجوہات تھیں ایک یہ کہ مسلمان خاص طور پر اُس وقت

مسلمانوں کے لیڈر اور رہنما حضرت عمرؓ جو خلیفہ وقت بھی تھے، شخصیت پرستی جو شرک کی صورت بھی اختیار کر سکتی ہے، کے حوالے سے انتہائی حساس تھے اور اس کے شائبہ سے بھی بچنا چاہتے تھے۔ لہٰذا یہ تجویز رد کر دی گئی کہ کیلنڈر کا آغاز حضور ﷺ کی پیدائش سے کیا جائے اور دوسری وجہ یہ تھی کہ کیونکہ اُس زمانے میں بھی پیدائش وغیرہ کا کوئی باقاعدہ حساب نہیں رکھا جاتا تھا۔ لہٰذا آپ ﷺ کی پیدائش کے ماہ وسال معین کرنا آسان نہیں تھا اور اُس میں غلطی کا امکان تھا اور جہاں تک واقعہ ہجرت کا تعلق تھا وہ صحابہؓ کے سامنے کا واقعہ تھا، اِس لیے اُس میں غلطی کا کوئی امکان نہیں تھا۔ لہٰذا مسلمانوں کا ہجری کیلنڈر ہے تو بالکل درست لیکن جب مسلمان اِس سے تقریباً لاتعلق ہو چکے ہیں تو غیروں کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ وہ اِس کیلنڈر کو زیر استعمال رکھیں۔ مسلمانوں کی اکثریت کو نہ صرف یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کون سا اسلامی مہینہ ہے بلکہ یہ کون سا ہجری سال ہے، اِس سے بھی بے خبر ہوتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ہمارا اِس ساری بحث کا مقصد یہ ہے کہ ماہ وسال کو عظیم ہستیوں کی پیدائش یا موت مقدس نہیں بناتی اور نہ ہی یہ انسانوں کے لیے منحوس اور اچھا بُرا وقت لاتے ہیں اور نہ ہی اسلام اس بات کو قبول کرتا ہے کہ فلاں وقت یا ماہ وسال منحوس ہیں۔ اِن میں کوئی اہم یا خوشی غمی کا کام نہیں کرنا چاہیے یا فلاں سال کے ہندسوں کو اگر جوڑا جائے تو وہ منحوس یا مبارک ثابت ہوگا۔ بہر حال اندازہ غلط ہے یا صحیح، ایک جواب طے شدہ اور تسلیم شدہ ہے، اُس کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کو 2019ء سال مکمل ہو چکے ہیں اور 2020ء کا آغاز ہو چکا ہے۔ ہمیں اس کی نحوست یا اِس کے مبارک ہونے سے لاتعلق ہو کر یہ سوچنے کی ضرورت ہے کہ ماضی میں ہم سے کیا غلطیاں سرزد ہوئیں اور کیوں ہوئیں اور اب ان کا ازالہ کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اسلام اور پاکستان کے دشمنوں نے ہمارے خلاف کیا کچھ کیا اور وہ کامیاب کیوں ہوئے۔ پھر یہ کہ ہمیں اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کو دور کیسے کرنا ہے اور دشمنوں کے عسکری، معاشی اور معاشرتی حملوں کو کیسے روکا جائے اور پاکستان کے استحکام اور امت مسلمہ کے اتحاد کے لیے کیا کیا جائے؟

کتنی بدقسمتی کی بات ہے کہ اہل پاکستان آج تک یہ طے نہیں کر سکے کہ وہ اپنا یوم آزادی شمسی لحاظ سے 14 اگست کو منائیں یا 27 رمضان المبارک کو منائیں۔ یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ ہمارے لیے راہ نجات کیا ہے؟ ہمیں یہ لائحہ عمل طے کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا کریں کہ دنیا و آخرت سنور جائے۔ ہماری رائے میں اِس کا آغاز بھی اپنی ذات سے اپنے اہل وعیال سے اور اپنے قرب وجوار کے افراد سے کیا جائے، تب ہی کوئی صالح معاشرہ تشکیل پا سکے گا اور اسلامی فلاحی ریاست کا راستہ ہموار ہو سکے گا۔

یاد رہے ماہ وسال اچھے بُرے نہیں ہوتے یہ انسان کے اپنے اعمال ہوتے ہیں جن سے وہ اچھے یا بُرے انجام سے دوچار ہوتا ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ یہ 2020ء کیا ہزار سال بعد 3020ء میں بھی انسان اپنے مسائل حل نہیں کر سکے گا۔ لہٰذا انسان کے لیے امن وامان اور ذہنی وقلبی سکون ایک ایسا خواب بنا رہے گا جو کبھی بھی اپنی تعبیر نہیں پا سکے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر فرد، معاشرہ اور ریاست نے فطری نظام کو ہر سطح پر نہ اپنایا تو وہ مسلسل ٹھوکریں کھاتا رہے گا۔ فطری نظام کے قیام کے لیے مسلسل محنت اور جدوجہد کی ضرورت ہے یاد رہے یہ کام کسی خاص طبقہ کا نہیں بلکہ ہر مسلمان کا بنیادی دینی فریضہ ہے جو اُسے بہر حال ادا کرنا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(26 دسمبر 2019ء تا یکم جنوری 2020ء)

جمعرات (26 دسمبر کو) صبح 09:00 بجے قرآن اکیڈمی میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی جو 11:30 بجے تک جاری رہا۔ بعد نمازِ عصر جنوبی پنجاب سے ایک حبیب ابوبکر ہادی اور ان کے ایک دوست امیر محترم سے ملاقات کے لیے آئے۔

جمعہ (27 دسمبر کو) قرآن اکیڈمی میں بعد نمازِ جمعہ رفقائے تنظیم عارف خان، محمد شفیق اور عبدالخالق سے ملاقات رہی۔ اس موقع پر مرکزی ناظم تعلیم وتربیت خورشید انجم بھی موجود تھے۔ بعد نمازِ عصر تا عشاء گڑھی شاہو میں جاری ملتزم تربیتی کورس میں امراء کا رفقاء اور رفقاء کا امراء سے تعلق پر لیکچر دیے۔

ہفتہ (28 دسمبر کو) دن 11:00 بجے قرآن اکیڈمی میں بنگلور (انڈیا) سے آئے ہوئے محترم شبیر احمد سے ملاقات رہی۔ اسی دن 12:30 بجے قرآن اکیڈمی میں ڈاکٹر مظہر الاسلام (وہاڑی) سے ملاقات کی۔

منگل (31 دسمبر کو) دن 11:30 بجے قرآن اکیڈمی میں ایبٹ آباد کے رفیق تنظیم عبدالجلیل سے ملاقات رہی۔

بدھ (یکم جنوری 2020ء) بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں تحریکِ خلافت پاکستان کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعد ازاں شام 05:45 بجے قرآن اکیڈمی میں تحریکِ خلافت پاکستان کی مرکزی خلافت کمیٹی کے اجلاس میں شریک ہوئے۔ اسی روز شام 06:15 بجے قرآن اکیڈمی میں تحریکِ خلافت پاکستان کے سالانہ اجلاسِ عام میں شرکت کی۔

حقیقی ایمان کے تقاضے

(سورۃ الصف کے دوسرے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے ناظم تعلیم وتربیت محترم خورشید انجم کے 27 دسمبر 2019ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

قارئین! اس سے قبل ہم نے سورۃ الصف کے پہلے رکوع کی روشنی میں نبی اکرم ﷺ کے مقصد بعثت اور آپ ﷺ پر ایمان کے اصل تقاضوں کو سمجھنے کی کوشش کی تھی۔ انہی میں سے ایک اہم تقاضا اللہ کے دین کی سربلندی اور غلبے کے لیے جہاد فی سبیل اللہ بھی ہے۔ آج اسی سلسلے میں ہم سورۃ الصف کے دوسرے رکوع کی روشنی میں یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ جو لوگ آپ ﷺ پر ایمان کے اہم ترین تقاضے یعنی جہاد فی سبیل اللہ کو پورا کرنے کی عملی جدوجہد کرتے ہیں ان کے لیے اللہ کی طرف سے کیا کیا انعامات ہیں۔ فرمایا:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ ۝۱۰﴾ (الصف) ''اے ایمان کے دعوے دارو! کیا میں تمہیں ایسی تجارت کے بارے میں بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے چھٹکارا دلا دے؟''

اس آیت میں ایک اعلیٰ اسلوب میں اور انسانی نفسیات کے بہت قریب ہو کر سوالیہ انداز میں اہل ایمان کو متوجہ کیا گیا ہے۔ تجارت کا ہر انسان خواہش مند ہوتا ہے کیونکہ ہر انسان نفع اور فائدہ چاہتا ہے۔ خاص طور پر وہ تجارت جس میں نقصان کا اندیشہ نہ ہو، ایسی تجارت تو ہر کوئی کرنا چاہے گا۔ انسان کی اسی نفسیات کو سامنے رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے فرمایا کہ آؤ میں تمہیں ایسی تجارت کا بتاؤں جس میں فائدہ ہے، نقصان کوئی نہیں ہے اور وہ کوئی چھوٹا موٹا فائدہ نہیں ہے بلکہ ایسا دائمی فائدہ ہے جس میں تم ابدی اور ہمیشہ ہمیشہ کے خسارے سے بچ جاؤ گے۔ جس کے بارے میں سورۃ العصر میں فرمایا:

''زمانے کی قسم ہے۔ یقیناً انسان خسارے میں ہے۔''

اسی دائمی خسارے سے بچانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے ایک سودا کیا ہے جس کی وضاحت سورۃ التوبہ میں یوں آئی ہے:

''یقیناً اللہ نے خرید لی ہیں اہل ایمان سے ان کی جانیں بھی اور ان کے مال بھی اس قیمت پر کہ ان کے لیے جنت ہے۔ وہ جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں، پھر قتل کرتے بھی ہیں اور قتل ہوتے بھی ہیں۔ یہ وعدہ اللہ کے ذمے ہے سچا تورات، انجیل اور قرآن میں۔ اور اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کو وفا کرنے والا کون ہے؟ پس خوشیاں مناؤ اپنی اس بیع پر جس کا سودا تم نے اس کے ساتھ کیا ہے۔ اور یہی ہے بڑی کامیابی۔'' (آیت: 111)

یہ سودا پہلے ہو چکا ہے۔ اب اس سودے کے مطابق اپنی زندگی گزارنی ہے۔ تب ہی ہم دائمی خسارے سے بچ کر ابدی فائدہ یعنی جنت حاصل کر سکتے ہیں۔ قرآن میں مختلف جگہوں پر بڑے جھنجھوڑنے والے انداز میں اس چیز کا ذکر کیا گیا ہے۔ فرمایا:

مرتب: ابوابراھیم

''کیا تم نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ یونہی جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تمہارے اوپر وہ حالات و واقعات وارد نہیں ہوئے جو تم سے پہلوں پر ہوئے تھے۔ پہنچی ان کو سختی بھوک کی اور تکلیف اور وہ ہلا مارے گئے یہاں تک کہ (وقت کا) رسول اور اس کے ساتھی اہل ایمان پکار اٹھے کہ کب آئے گی اللہ کی مدد؟ (اب انہیں یہ خوشخبری دی گئی کہ) آگاہ ہو جاؤ یقیناً اللہ کی مدد قریب ہے۔'' (البقرۃ: 214)

سورۃ آل عمران کی آیت 142 میں فرمایا:

''کیا تم نے سمجھا تھا کہ جنت میں یونہی داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے دیکھا ہی نہیں ہے تم میں سے کون واقعتاً (اللہ کی راہ میں) جہاد کرنے والے ہیں اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے والے ہیں۔''

سورۃ التوبہ کی آیت 16 میں فرمایا:

''کیا تم نے گمان کر لیا ہے کہ تم یوں ہی چھوڑ دیے جاؤ گے حالانکہ ابھی تو اللہ نے یہ دیکھا ہی نہیں کہ تم میں سے کون وہ لوگ ہیں جو جہاد کرنے والے ہیں اور جو نہیں رکھتے اللہ اس کے رسولؐ اور اہل ایمان کے علاوہ کسی کے ساتھ قلبی دوستی کا کوئی تعلق۔''

معلوم ہوا کہ وہی انسان دائمی خسارے سے بچ سکتا ہے جو اللہ سے کیے ہوئے اس سودے کے مطابق زندگی گزارے۔ وہ سودا، وہ تجارت کیا ہے؟ سورت الصف کی اگلی آیت میں فرمایا:

﴿تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝۱۱﴾ ''(وہ یہ کہ) تم ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولؐ پر اور جہاد کرو اللہ کے راستے میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم سمجھ رکھتے ہو۔'' (الصف: 11)

سب سے پہلی چیز ایمان ہے۔ یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ بات اہل ایمان سے ہو رہی ہے اور اہل ایمان سے ہی تقاضا کیا جا رہا ہے کہ ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر۔ یعنی یہ ایمان صرف زبان سے اقرار کی حد تک نہ ہو بلکہ دل سے تسلیم کرنے کے بعد اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی مخلصانہ کوشش بھی کی جائے۔ الحمدللہ۔ یہ بھی بہت بڑی غنیمت ہے کہ اللہ نے ہمیں مسلمان کے گھر میں پیدا کر دیا۔ اگر ہم کسی ہندو، سکھ یا عیسائی کے گھر میں پیدا ہو جاتے تو کیا ہوتا۔ گویا یہ وہ دولت ہے جو بن مانگے ہمیں مل گئی ہے۔ یہ اللہ کا بہت بڑا انعام ہے۔ لیکن عموماً ہوتا یہ ہے کہ جو نعمت انسان کو بغیر محنت اور جستجو کے مل جائے اس کے بارے میں انسان سوچتا ہے کہ یہ تو میرا استحقاق تھا۔ حالانکہ ہمیں سوچنا چاہیے کہ غیر مسلم کتنی ٹھوکریں کھا رہے ہیں، کبھی وہ ایک مذہب پر ریسرچ کرتے ہیں، کبھی دوسرے پر، کبھی تیسرے پر اور اس کے بعد کہیں وہ اسلام کی طرف آتے ہیں۔ اسلام قبول کرنے کے بعد بھی ان پر جو مصیبتیں آتی ہیں اور جن آزمائشوں سے ان کو گزرنا پڑتا

ہے ان سے ہمیں گزرنا ہی نہیں پڑتا۔ لہٰذا ہمیں اس دولت کی قدر کرنی چاہیے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ایمان صرف زبان سے اقرار تک ہی محدود نہ ہو بلکہ اس کے تقاضوں کو بھی پورا کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایمان لانے کے بعد یہاں دوسرا تقاضا یہ بیان ہوا کہ اللہ کے دین کی سربلندی اور غلبہ کے لیے جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ اختیار کیا جائے۔ یہ ایمانِ حقیقی کے لازمی تقاضے ہیں۔ اسی بات کو سورۃ الحجرات میں بیان کیا گیا:

''مؤمن تو بس وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اُس کے رسولؐ پر پھر شک میں ہرگز نہیں پڑے اور انہوں نے جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ اللہ کی راہ میں۔ یہی لوگ ہیں جو (اپنے دعوائے ایمان میں) سچے ہیں۔'' (آیت:15)

جہاد کے مختلف مراحل ہیں۔ سب سے پہلے تو نفس کے خلاف جہاد ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''یقیناً (انسان کا) نفس تو برائی ہی کا حکم دیتا ہے'' (یوسف:53)

نفس کو شریعت کے تابع کرنا جہاد کی پہلی سیڑھی ہے۔ اس کے بعد شیطان اور اس کی چالوں کے خلاف جہاد ہے۔ پھر بگڑے ہوئے معاشرے کے خلاف جہاد ہے۔ پھر دعوت و تبلیغ کی سطح پر باطل نظریات اور افکار کے خلاف جہاد ہے۔ اسی طرح مناظرہ اور مجادلہ کے ذریعے سے جہاد ہوتا ہے۔ آخری درجے میں قتال فی سبیل اللہ ہے۔ لیکن ہمارے سامنے جب بھی جہاد کا لفظ آتا ہے تو ہمارے ذہن میں فوراً قتال کا خیال آجاتا ہے۔ حالانکہ جہاد اور قتال دو علیحدہ علیحدہ اصطلاحات ہیں جن کو ہم آپس میں گڈمڈ کرتے ہیں۔ آگے فرمایا:

''وہ تمہارے لیے تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں داخل کرے گا اُن باغات میں جن کے دامن میں نہریں بہتی ہوں گی'' (الصف:12)

یعنی اگر تم ایمان حقیقی کے حصول کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کے راستے پر گامزن ہو جاؤ تو اللہ نہ صرف تمہارے پچھلے سارے گناہ معاف کر دے گا بلکہ اُخروی زندگی میں بھی تمہیں انعامات سے نواز دے گا۔ انسان خطا کا پتلا ہے جیسے حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''بنی آدم کا ہر فرد خطا کار ہے لیکن بہترین خطا کار وہ ہے جو توبہ کرے۔'' لیکن اس آیت میں فرمایا گیا کہ اگر انسان حقیقی ایمان کی طرف آجائے اور اس کے بعد جہاد فی سبیل اللہ کا راستہ اختیار کر لے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اور آخرت میں اس کو ان انعامات سے نوازا جائے گا جن کا انسان اس دنیا میں تصور بھی نہیں کر سکتا۔ آگے فرمایا:

﴿وَمَسٰکِنَ طَیِّبَۃً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِکَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴾ ''اور بہت پاکیزہ مساکن عطا کرے گا رہنے کے باغات میں۔ یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔''

آج کل ہمارے ہاں فارم ہاوسز کا تصور ہے اِس عیش و آرام کو ہم کامیابی کی زندگی سمجھتے ہیں۔ گویا ہم نے دنیا زندگی کو ہی جنت سمجھ رکھا ہے حالانکہ یہ تو صرف امتحان گاہ ہے جہاں انسان کا امتحان ہو رہا ہے کہ وہ اپنی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کے لیے آگے کیا بھیج رہا ہے۔ حقیقی جنت تو اسے ملے گی جو اللہ سے کیے ہوئے سودے کے مطابق زندگی گزار رہا ہے۔ یعنی دل سے ایمان لانے کے بعد اللہ کی راہ میں جہاد کر رہا ہے۔ یہی اصل میں حقیقی اور سب سے بڑی کامیابی ہے۔ انسان سارا کچھ کامیابی کے لیے کرتا ہے۔ آج تک کسی انسان نے اس نیت سے کوئی کام کیا کہ میں اس میں ناکام ہو جاؤں؟ چھوٹا بچہ ہے سکول جاتا ہے اس سے پوچھو تو وہ بھی کہے گا کہ میں کامیاب انسان بنوں گا۔ انسان کاروبار شروع کرتا ہے تو کامیابی کی اُمید لے کر، ملازمت کرتا ہے تو اس میں بھی اپنا کیریئر اس کے سامنے ہوتا ہے۔ لیکن یہ سب چھوٹی موٹی کامیابیاں ہیں۔ اصل کامیابی وہ ہے جو آخرت میں اللہ کی طرف سے عطا ہو جائے اور وہ جنت کی زندگی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''تو جو کوئی بچا لیا گیا جہنم سے اور داخل کر دیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہو گیا۔'' (سورۃ آل عمران:185)

یعنی جس کو آخرت میں کامیابی مل جائے وہی اصل میں کامیاب ہے۔ ورنہ ابدی خسارہ ہے جس کا ذکر سورۃ العصر میں آیا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴾ (الصف:13) ''اور ایک اور چیز جو تمہیں بہت پسند ہے۔ اللہ کی طرف سے مدد اور قریبی فتح۔ اور (اے نبی ﷺ) آپ مؤمنین کو خوشخبری سنا دیجیے۔''

انسان کی ایک نفسیات ہے کہ وہ جس کام کے لیے بھی محنت کرتا ہے، اپنی جان اور وقت لگاتا ہے، قربانیاں

پریس ریلیز 03 جنوری 2020ء

بھارت مسلمانوں کے لیے دوسرا اسپین بننے جا رہا ہے

حافظ عاکف سعید

تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے بھارت کے صوبہ اُتر پردیش میں بھارتی پولیس کی طرف سے مدرسہ کے طالب علموں اور اُستاد کو برہنہ کر کے تشدد کرنے کے واقعہ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ بھارتی انتہا پسند ہندو حکومت اپنے بدترین ہتھکنڈوں پر اُتر آئی ہے۔ حقیقت میں بھارتی حکومت آر ایس ایس اور دیگر ہندو انتہا پسند تنظیموں کے ایجنڈے کو لے کر چل رہی ہے اور ان تنظیموں کا واحد ایجنڈا بھارت سے مسلمانوں کو نیست و نابود کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ 57 اسلامی ممالک کے ہوتے ہوئے بھارت میں مسلمانوں کے ساتھ اس طرح کا غیر انسانی سلوک مسلم حکمرانوں کے لیے شرم کا باعث ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم ممالک کی اسی خاموشی نے بھارت کو اتنا حوصلہ دیا ہے کہ وہ اب کھل کر اسلام دشمنی پر اُتر آیا ہے۔ پہلے اس نے کشمیری مسلمانوں پر ظلم ڈھائے، جب مسلم ممالک نے کوئی ردعمل ظاہر نہیں کیا تو اب وہ بھارتی مسلمانوں کی نسل کشی پر اُتر آیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مسلم حکمرانوں کی خاموشی اگر اسی طرح جاری رہی تو شدید اندیشہ ہے کہ بھارت میں سپین کی تاریخ دہرائی جائے اور وہاں چن چن کر مسلمانوں کو ختم کر دیا جائے گا۔ انہوں نے امریکہ کی طرف سے کیے گئے ایک فضائی حملے میں ایرانی جنرل کی ہلاکت پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امریکہ کے ایسے جارحانہ اقدام مشرق وسطیٰ میں کشیدگی کو بڑھاوا دینے کا باعث بنیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو اب جان لینا چاہیے کہ امریکہ کسی بھی مسلم ملک کا دوست نہیں ہو سکتا بلکہ تمام مسلم ممالک ہی اُس کا اصل ٹارگٹ ہیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

دیتا ہے تو اس کی آرزو ہوتی ہے کہ اس کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہو۔ جو لوگ اللہ کے دین کی سربلندی کے لیے قربانیاں دیتے ہیں ان کی بھی یہی خواہش ہوتی ہے کہ اللہ کا دین غالب ہو جائے اور انہیں اللہ کے دین کے دشمنوں پر فتح نصیب ہو جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اصل کامیابی تو آخرت کی کامیابی ہے۔ صحابہ کرامؓ جو جنگوں میں شہید ہو گئے، اسلام کے لیے اپنے گھر بار چھوڑے، جو مکہ فتح ہوتے نہیں دیکھ پائے، وہ ﴿جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ﴾ ''حق آ گیا اور باطل بھاگ گیا''۔ (بنی اسرائیل:81) والا نظارہ تو نہیں دیکھ پائے۔ اسی طرح وہ اس موقع پر موجود نہیں تھے جب ﴿اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ﴾ ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے'' (المائدۃ:3) کی سند نازل کر کے دین کو مکمل کر دیا گیا۔ تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ ناکام تھے؟ ہرگز نہیں بلکہ اصل کامیابی تو انہیں حاصل ہو گئی کہ انہوں نے اللہ سے کیا ہوا سودا پورا کیا۔ لہٰذا اللہ کا وعدہ ہے کہ انہیں اس کا اجر اُخروی کامیابی کی صورت میں مل کر رہے گا۔ لہٰذا وہ تو کامیاب ہیں۔ لیکن یہاں اللہ نے اس بات کی گارنٹی بھی دے دی کہ تمہیں دنیا میں بھی فتح نصیب ہو گی اور آپ ﷺ کو پیشگی فرما دیا گیا کہ آپ ﷺ مومنین کو اس فتح کی خوشخبری سنا دیجیے! یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ کا وعدہ ہمیشہ پورا ہو کر رہتا ہے جیسا کہ فتح مکہ کے دن ہوا اور اس کے بعد جب بھی کسی جماعت نے اللہ سے کیے ہوئے سودے کو پورا کیا تو اللہ نے اس کو بھی اپنی مدد اور فتح سے نوازا۔ افغان طالبان کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ آخرت کا وعدہ اس کے علاوہ ہے۔ اب آگے ان وعدوں کی چوٹی ذروۃ السنام بیان کی جا رہی ہے۔ فرمایا:
﴿یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ﴾ ''اے اہل ایمان! تم اللہ کے مددگار بن جاؤ'' (الصف:14)

یہ وہ عظیم سعادت اور اعزاز ہے جو اللہ کے نیک بندوں کو حاصل ہوتا ہے۔ یعنی ایک بندہ ہو کر معبود کا مددگار، مخلوق ہو کر خالق کا مددگار بن رہا ہے۔ یہ کتنا بڑا اعزاز ہے۔
﴿کَمَا قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰهِ ۭ﴾ ''جیسے کہا عیسیٰ ابن مریم نے اپنے حواریوں سے: کون ہے میرا مددگار اللہ کی طرف؟''

دین اللہ کا ہے لیکن اس کو قائم کرنے کی جدوجہد کو اللہ تعالیٰ اپنی مدد قرار دے رہا ہے۔ کیونکہ اس کے قائم کرنے کا فرض منصبی اللہ کے رسول کا ہے لہٰذا رسول کی مدد گویا اللہ کی مدد ہے۔ سورۃ الاعراف کی آیت 157 میں فرمایا: ﴿فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ﴾ ''تو جو لوگ آپ (ﷺ) پر ایمان لائیں گے اور آپ (ﷺ) کی تعظیم کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے''

وہ مدد کس مقصد کے لیے تھی۔ جس مقصد کے لیے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا اور وہ مقصد یہاں پر بیان کیا گیا۔

''وہی ہے (اللہ) جس نے بھیجا اپنے رسول کو الہدیٰ اور دین حق کے ساتھ تاکہ غالب کر دے اس کو پورے نظامِ زندگی پر'' (الصف:9)

دین حق کے غلبہ کے لیے رسول ﷺ کو بھیجا گیا اور جو اس کام میں رسول اللہ ﷺ کی مدد کریں گے وہ گویا اللہ کی مدد کریں گے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر حضرت ابوبکر و عمر اور دوسرے مہاجر صحابہ ؓ نے تقریریں کیں، لیکن نبی کریم ﷺ خاموش رہے۔ چنانچہ انصار کے سردار حضرت سعد بن معاذ ؓ اُٹھے اور فرمایا: ہم آپ ﷺ پر ایمان لے آئے ہیں اور آپ ﷺ کی تصدیق کر دی ہے۔ آپ ﷺ حکم دیجیے! کیا عجب آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ ہمارے ذریعے سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کرے۔ یہی ہوا کہ جہاں آپ ﷺ کا پسینہ گرتا تھا وہاں صحابہؓ اپنا خون بہانا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ حضرت خبیب ؓ کو جس وقت شہید کیا جا رہا تھا اور ان کے اعضاء کاٹے جا رہے تھے تو کسی بدبخت کافر نے پوچھا کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمہاری جگہ محمد ﷺ ہوں۔ آپؓ نے کہا: یہ تو بڑی دور کی بات ہے میں تو یہ بھی پسند نہیں کروں گا کہ میری جگہ ان کو کانٹا بھی چبھ جائے۔ یہ ہے اللہ کے رسول ﷺ کی مدد۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو ان کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر بہت بھاری اور آپس میں بہت رحم دل ہیں'' (الفتح:29)

اسی طرح جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ندا لگائی کہ کون ہے اللہ کا مددگار تو جواب میں حواریوں نے کہا:
﴿قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ ''حواریوں نے کہا کہ ہم ہیں اللہ کے مددگار!'' (الصف:14)

روایات میں آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تقریباً 72 لوگ ایمان لائے۔ جن میں سے 12 حواری تھے جو ہر وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہتے تھے اور آپ کے علم و حکمت کے چشمے سے وہ فیض یاب ہوتے رہتے تھے۔ جیسے اصحاب صفہ تھے کہ مسجد نبوی میں رہتے تھے اور لسان نبوت سے جو کچھ ادا ہوتا تھا اس کو فوراً لکھتے تھے اور حرز جان بناتے تھے۔ آگے فرمایا:

﴿فَاٰمَنَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْٓ اِسْرَاۗءِیْلَ وَکَفَرَتْ طَّاۗىِٕفَةٌ ۚ فَاَیَّدْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلٰی عَدُوِّهِمْ فَاَصْبَحُوْا ظٰهِرِیْنَ ﴾ (الصف) ''تو بنی اسرائیل کا ایک گروہ (حضرت مسیحؑ پر) ایمان لے آیا اور دوسرا گروہ کفر پر اڑا رہا۔ تو ہم نے مدد کی اُن کی جو ایمان لائے تھے ان کے دشمنوں کے خلاف تو (بالآخر) وہی غالب ہوئے۔''

اب جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مدد کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی مدد کی اور ان کو غلبہ عطا کیا۔ جبکہ بنی اسرائیل کا دوسرا گروہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے غداری کی تھی ان پر مسلسل عذاب کے کوڑے برستے رہے۔ کبھی بخت نصر کے ہاتھوں، کبھی ٹائٹس رومی کے ہاتھوں اور گزشتہ صدی میں ہٹلر کے ہاتھوں ان پر جو عذاب مسلط ہوا وہ اللہ کی طرف سے ہی ان کے لیے عذاب تھا۔ اب اگرچہ وہ معاشی لحاظ سے غالب ہیں لیکن پہلے برطانیہ اور اب امریکہ کے سہارے چل رہے ہیں۔ جیسے ہی یہ بیساکھیاں نکل گئیں تو یہود پھر منہ کے بل گریں گے۔

یہ سورۃ الصف کا دوسرا رکوع تھا جس کے اندر مسلمانوں کو ترغیب دی جا رہی ہے کہ تم بھی اسی راستے کو اختیار کرو جو اللہ کی نصرت کا راستہ ہے اور یہی دنیا و آخرت میں کامیابی کا راستہ ہے۔ جہاں تک دین کے غلبے کا تعلق ہے تو یہ ہو کر رہے گا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ تعالیٰ نے میرے لیے کل زمین کو لپیٹ دیا (یا سکیڑ دیا) تو میں نے اس کے تمام مشرق اور تمام مغرب دیکھ لیے۔ اور سن رکھو! میری اُمت کی حکومت ان تمام علاقوں پر قائم ہو کر رہے گی جو زمین کو سکیڑ کر اور لپیٹ کر مجھے دکھا دیے گئے۔''

سورۃ الصف میں فرمایا:
﴿وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ ﴾ (الصف)
''اور اللہ اپنے نور کا اتمام فرما کر رہے گا، خواہ یہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو''

دین تو غالب ہو کر رہے گا۔ اصل معاملہ یہ ہے کہ ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنے کی ضرورت ہے کہ بحیثیت مسلمان ہم آج کہاں کھڑے ہیں۔

وقت فرصت ہے کہاں کام ابھی باقی ہے
نور توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

دنیا میں کامرانی کے علاوہ اُخروی کامیابی بھی انہی کا نصیب ٹھہرے گی جنہوں نے دنیا میں اللہ کے دین کی مدد کی ہوگی۔ ہمیں سوچنا چاہیے کہ اس اُخروی کامیابی کے لیے ہم نے کیا کوشش کی ہے۔ اگر تو ہم وہ کوشش کسی درجے میں بھی کر رہے ہیں تو ٹھیک ہے۔ نہیں تو کل اللہ کو کیا جواب دیں گے۔ اس پر سوچیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ☆☆

سلسلہ وار
146 مطالعۂ کلامِ اقبال

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

33

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

108 ہم مسلمانانِ افرنگی مآب چشمۂ کوثر بجویند از سراب!

ہم (ہند کے دیر نشین) مسلمان بھی آج خوئے غلامی میں پختہ ہوکر (افرنگ سے متأثر) زندگی گزار رہے ہیں اور (بے خدا و خدا بے زار) مغربی تہذیب کے سراب سے (خدا رسیدگی و خدا شناسی کا) حوض کوثر ڈھونڈنے کی (منحوس) کوششوں میں سرگرداں ہیں

109 بے خبر از سرِّ دین اند ایں ہمہ اہلِ کین اند اہلِ کین اند ایں ہمہ!

(اے جان پدر! دنیا بھر میں امت مسلمہ فرنگی استعمار کی غلام ہے اور فرنگی استعمار کی جان پنجۂ یہود میں ہے) آج اُمت مسلمہ کی اشرافیہ اور آسودہ حال طبقات اس راز سے بے بہرہ ہیں اور بے فکر ہیں اور ہند کے مسلمانوں میں مختلف طبقات آپس میں ہی بغض و عداوت رکھتے ہیں ★

110 خیر و خوبی بر خواص آمد حرام دیدہ ام صدق و صفا را در عوام!

برطانوی ہند کے غلام مسلمانوں کی اشرافیہ ان حقائق سے اس طرح دور ہیں جیسے یہ (آزادی کا جذبہ) حرام ہے مسلمان غریب عوام میں صدق وصفا اور جذبہ حریت میں نے دیکھا ہے

108۔ اُمتِ مسلمہ کا ہر فرد اپنے سیرت وکردار میں بے مثال فرد فرید ہونا چاہیے تھا مگر افسوس کہ جنوبی ایشیا کے مسلمان برطانوی استعمار اور فرنگی اقتدار کے سائے میں رہ کر ایسے بےعمل، بے ذوق اور خوئے تن آسانی کے رسیا ہوگئے کہ اب ہمیں یہ غلامی ہی پسند آگئی ہے آزادی کا تصور بھی ہماری اشرافیہ کے نزدیک انگریزوں کو ناراض کرنے کے مترادف ہے۔ ہم پر سوار اس منحوس استعمار نے نظامِ تعلیم کو سیکولر، بے دین اور حیوانی بنا کر ہمیں اپنے اسلاف سے کاٹ دیا ہے ہمیں آج اپنے پیغمبر ﷺ سے ذہنی بُعد اور انگریزی تہذیب اور کلچر سے محبت اور عشق ہوگیا ہے۔ آج ہم اسی خدا بے زار اور دین دشمن غلامی کی حالت میں آخرت میں اپنے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی شفاعت کی امید رکھتے ہیں۔ گویا غلامی کے اس سراب میں چشمہ کوثر کے طلب گار ہیں، جو ناممکن ہے۔ (اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کے مصداق ہماری لادین اشرافیہ اور قیادت کا حشر انگریز کی طرح جہنم تو ہوسکتا ہے بغیر سچی توبہ کے اچھا نہیں ہوسکتا)۔

109۔ آج برطانوی ہند کے مسلمان عوام خوئے غلامی میں پختہ ہوکر اپنے دین اور ایمان سے بہت دور ہو چکے ہیں اور 'حقیقتِ دین' اور 'سرِّ دین' یعنی ایک برحق دین کے ایک مسلمان پر 'حقوق اور ذمہ داریاں کیا ہیں؟' سے غافل ہیں اور اس گراوٹ کا انہیں احساس بھی نہیں۔ کتنی ناکامی ہی ناکامی ہے۔ ؎

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

عروج وزوال، کامیابی اور ناکامی، جیت اور ہار یہ امور دنیا کا حصہ ہے لیکن کسی قوم میں احساسِ زیاں جاتا رہے تو وہ قوم نکبت وادبار سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں پا سکتی۔ مسلمان اُمت کا حالیہ زوال صرف نظر آنے والے کرداروں کے عزائم اور منصوبوں کی وجہ سے نہیں بلکہ یہ زوال آسمانی ہدایت کی قدیم دشمن، قتل انبیاء کی عادی مجرم اور محمد ﷺ کے خلاف قتل اور عہد شکنی جیسے جرائم کی مرتکب قوم بنی اسرائیل کے بگڑے ہوئے گروہ کی، جو انسانوں سے 'ابلیس' کی صورت اختیار کر گیا ہے، صدیوں پرانی سازشوں، منصوبوں، ارمانوں، عالمی حکومت کے خوابوں کا عصر حاضر میں ظہور ہے جو ہمارے سامنے ہے۔ الامان الامان_مسلمان اُمت ایسے شریر اور خدا بے زار اور انسان دشمن لوگوں میں گھری ہوئی ہے اور انہیں اس کا احساس بھی نہیں (علامہ اقبال نے اپنا یہ احساس اپنی مشہور نظم 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' میں بیان فرمایا ہے)

110۔ برطانوی ہند میں مسلمان نفسیاتِ انسانی کے عین مطابق دو طبقات میں منقسم ہیں۔ ایک طبقہ اشرافیہ ہے راجے، مہاراجے، نواب، نواب زادے، پرنس، جاگیردار، جدید تعلیم یافتہ، بیرسٹرز، وکلاء، ڈاکٹر، انجینئر اور سرکاری ملازمین وغیرہ۔ یہ انگریزی سرکار کے مراعات یافتہ ہیں اور ان کے نظامِ تعلیم سے نکل کر انگریز آقاؤں کے نظریات وفلسفوں کے زیر اثر سوچتے ہیں، سوچتے ہیں تو بھی انگریزی میں۔ یہ طبقہ (بالعموم) دین سے دور، دنیا کی رعنائیوں اور رنگینیوں میں مست ہوگیا ہے۔ ناچ گانے کا رسیا اور دین کا صرف لیبل لگائے ہوئے ہیں (الا ماشاء اللہ) اس طبقے میں دینی اقدار، حلال وحرام اور نماز وروزہ کی پابندی تلاش کرنا ایسے ہے جیسے کسی سچے مسلمان کی زندگی میں حرام ڈھونڈنے لگیں (تو نہیں ملے گا) جبکہ دوسرا طبقہ مسلم عوام (غرباء) ہے، میں نے دیکھا ہے عام مسلمان میں دینی اقدار، صدق وصفا اور جذبہ حریت ایک حد تک موجود ہے اور وہ اس کی خاطر ایثار وقربانی کے لیے بھی تیار رہتے ہیں۔ بقولِ اقبال ؎

اُمراء نشہ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملت بیضاء غرباء کے دم سے

★ برطانوی غلامی میں مشرق و مغرب کے مسلمانوں کے لیے DIVIDE & RULE کی پالیسی مغرب کی عنایتوں میں سے ایک عنایت ہے اور مغربی منحوس استعمار کی پیشانی کا جھومر ہے جسے بعض مسلمان آج بھی سمجھنے سے قاصر ہیں۔

مودی حکومت اور بی جے پی پاکستان اور اسلام دشمنی میں اندھے ہوچکے اور ان کے اسی اندھے پن کی وجہ سے اسرائیل بھارت کو جنگ میں کود جانے پر مجبور کرے گا کیونکہ جنگ اس وقت اسرائیل کی ضرورت ہے: ایوب بیگ مرزا

پوری دنیا میں اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو ایجنڈا نافذ العمل ہے، بھارت کا متنازع شہریت قانون اور دیگر سب اقدامات بھی اسی کا حصہ ہے: رضاء الحق

بھارت شہریت بل: انڈین مسلمانوں پر مودی کا ایک اور وار کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: بھارت کی موجودہ انتہاپسند حکومت نے پہلے کشمیر کی خصوصی آئینی حیثیت ختم کی، پھر سپریم کورٹ سے بابری مسجد کے حوالے سے متنازع فیصلہ دلوایا اور اب متنازعہ شہریت کا قانون پاس کر کے بھارتی حکومت کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے؟

رضاء الحق: جب مودی 2019ء کے الیکشن کے نتیجے میں دوبارہ حکومت میں آیا تو اس کے ساتھ ہی ہمیں آثار نظر آنا شروع ہوگئے تھے کہ بی جے پی اب اپنے آخری اہداف کو پورا کرنے جارہی ہے۔ واقعتاً بی جے پی اب اسی طرف بڑھ رہی ہے۔ پہلے کشمیر کے سپیشل سٹیٹس کو ختم کیا، پھر بابری مسجد کے حوالے سے بھارتی سپریم کورٹ کا متنازعہ فیصلہ آیا۔ پھر گجرات کے مسلمانوں پر مظالم کرنے والے مودی کو کمیشن کی طرف سے مکمل کلین چٹ دے دی گئی اور اب متنازع شہریت کا بل لوک سبھا اور راجیہ سبھا سے پاس کرانے کے بعد اس پر بھارتی صدر کے دستخط بھی ہوگئے ہیں جس کے بعد وہ قانون بن گیا ہے۔ قانون یہ ہے:

"Provided that any person belonging to Hindu, Sikh, Buddhist, Jain, Parsi or Christian community from Afghanistan, Bangladesh or Pakistan, who entered into India on or before the 31st day of December, 2014 and who has been exempted by the Central Government by or under clause (c) of sub-section (2) of section 3 of the Passport (Entry into India) Act, 1920 or from the application of the provisions of the Foreigners Act, 1946 or any rule or order made thereunder, shall not be treated as illegal migrant for the purposes of this Act;".

(ترجمہ) ''اس صورتِ حال میں کہ اگر کوئی شخص ہندو، سکھ، بدھ، جین مت، پارسی اور عیسائی کمیونٹی سے تعلق رکھتا

مرتب: محمد رفیق چودھری

ہو اور وہ افغانستان، بنگلہ دیش یا پاکستان سے بھارت میں داخل ہوا ہو۔ 31 دسمبر 2014ء کو یا اُس سے پہلے اور بھارتی حکومت کی طرف سے جسے استثنیٰ حاصل ہو سیکشن (3) کے سب سیکشن (2) کی شق (C) کے پاسپورٹ ایکٹ 1920ء کے مطابق یا غیر ملکی ایکٹ 1946ء کے تحت اور اسی طرح کسی قانون کے تحت، وہ غیر قانونی مہاجر نہیں کہلائے گا۔''

یہ بل بی جے پی کے صدر امیت شاہ نے پیش کیا تھا اور اس میں اس نے مقاصد بھی بیان کیے کہ ہمیں معلوم ہے کہ پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان کی مظلوم اقلیتیں بھارت میں آجاتی ہیں لہٰذا ہم ان کو اس قانون کے ذریعے تحفظ دینا چاہتے ہیں۔ لیکن اس قانون میں مسلمانوں کا ذکر نہ کر کے ان کی شہریت کو متنازعہ بنا دیا گیا ہے جس پر ہندوستان میں مظاہرے ہو رہے ہیں۔ اقوام متحدہ نے اس پر کہا کہ یہ بل انتہاپسندانہ اور امتیازی ہے۔ اس سے مراد کسی کو اپنے ملک سے نکال دینا ہے۔ نیویارک ٹائمز نے کہا کہ اس کا خمیر ہی discrimination پر مبنی ہے۔ رہا سوال یہ کہ اس قانون کے ذریعے بھارتی حکومت کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہے تو اس حوالے سے ہمیں معلوم ہے کہ ایک عرصے سے انڈیا اپنے آپ کو ایک ہندو ریاست بنانا چاہتا ہے اور اسے پتا ہے کہ اقلیتوں میں صرف مسلمان بڑی اقلیت ہے باقی کم تعداد میں ہیں۔ ظاہر ہے اسے پتا ہے کہ اگر میں نے مسلمانوں کا نام لے کر یہ اقدام کیا تو پوری دنیا میں واویلا مچ جائے گا۔ یعنی اس نے چالاکی سے کشمیر کے ایشو کو دبانے کے لیے یہ کام کیا۔ پھر عالمی ایجنڈا بھی یہ تھا جس کے تحت ہی یہ سارے واقعات ہو رہے ہیں۔ اسی کے ذیل میں وہ پلوامہ جیسا کوئی واقعہ کروا کر پاکستان پر حملہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کا ٹارگٹ مسلمانانِ ہند ہیں۔ گویا پوری دنیا میں اس وقت اسلام اور مسلمانوں کے خلاف جو ایجنڈا نافذ العمل ہے یہ سب بھی اسی کا حصہ ہے۔

سوال: اس سے مسلمانوں کا کتنا نقصان ہوا؟

رضاء الحق: چاہے مسلمانوں کا نام نہیں لیا گیا لیکن انہیں اندازہ ہو چکا ہے کہ اس کا اصل ٹارگٹ مسلمان ہیں۔ انڈیا میں بنگلہ دیش، برما، افغانستان سے بہت سارے مسلمان ہجرت کر کے گئے ہیں اور وہاں مسلمانوں کی بہت بڑی آبادی ہے۔

سوال: کیا اس قانون کے بننے سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ تقسیم ہند کے بارے میں قائداعظم کا ویژن درست تھا؟

ایوب بیگ مرزا: قائداعظم کے ویژن کی حقانیت ثابت ہوگئی ہے۔ اگرچہ سندھ میں محمد بن قاسم رحمہ اللہ بہت پہلے آگئے تھے لیکن ہندوستان میں مسلمانوں کی باقاعدہ حکومت 1206ء میں خاندان غلاماں سے شروع ہوئی تھی اور پھر مختلف مسلمانوں کے خاندان ہندوستان پر حکومت کرتے رہے۔ پھر مغلوں کے دور میں اکبر نے

سارے ہندوستان پر مرکزی حکومت قائم کر دی تھی اس سے پہلے ماضی میں ہندوستان میں ایسی کوئی مرکزی حکومت قائم ہی نہیں ہو سکی تھی۔ جس کی رٹ ہندوستان کے چپہ چپہ پر ہو۔ پھر 1707ء میں جب اورنگ زیب عالمگیر کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہو گیا اور ہندوستان میں انارکی پھیل گئی تو یورپی طاقتیں بشمول فرانسیسی، ولندیزی اور انگریز ہندوستان پر قبضہ کرنے کے لیے دوڑ پڑے جن میں سے بالآخر انگریز کامیاب ہوا۔ 1857ء میں جنگ آزادی ہوئی جس میں برصغیر کے تمام مذاہب کے لوگ شامل تھے لیکن ان کو لیڈ مسلمان کر رہے تھے کیونکہ انگریزوں نے مسلمانوں سے ہی حکومت چھینی تھی۔ بہرحال وہ جنگ آزادی مختلف وجوہات کی بناء پر ناکام ہوگئی اور انگریز کا راج برصغیر پر پختہ ہو گیا۔ ہم براہِ راست تاج برطانیہ کے غلام بن گئے۔ اس کے بعد انگریزوں سے نجات کے لیے مختلف تحریکیں چلیں اور سیاسی جماعتیں وجود میں آئیں۔ ان میں سب سے پہلے 1885ء میں کانگریس وجود میں آئی اور اس نے انگریزوں سے نجات کے لیے تحریک شروع کی۔ شروع میں کانگریس کسی خاص مذہب کی نمائندہ نہیں تھی بلکہ اس کی جدوجہد خالصتاً انگریز سے نجات کے لیے تھی۔ لیکن 1906ء میں مسلم لیگ قائم ہوگئی جس نے یہ محسوس کیا کہ کانگریس خالصتاً ہندوؤں کے لیے کام کر رہی ہے۔ پھر قائداعظم میدان میں آتے ہیں اور وہ پہلے کانگریس میں شامل ہوتے ہیں، ان کی کوشش ہوتی ہے کہ کانگریس اور مسلم لیگ مل کر انگریزوں کے خلاف جدوجہد کریں۔ لیکن پھر قائداعظم اس نتیجے پر پہنچے کہ ہندو انتہائی ناقابل اعتبار قوم ہے اور اس طرح وہ مسلم لیگ میں آ گئے۔ اس کے بعد پھر دو قومی نظریہ کھل کر سامنے آنا شروع ہوا اور قائداعظم نے واشگاف الفاظ میں کہنا شروع کر دیا کہ ہم ہر اعتبار سے ہندوؤں سے مختلف قوم ہیں۔ اس پر کانگریس کی طرف سے بڑی مذمت آئی۔ کیونکہ گاندھی کا فلسفہ یہ تھا کہ برصغیر میں رہنے والے ایک قوم ہیں اور انگریز سے آزادی حاصل کرنے کے بعد یہاں ایک ریاست قائم ہوگی اور جس کی اکثریت ہوگی وہ حکومت قائم کرے گا۔ غور کیجیے! اگر اس فلسفہ پر عمل ہو جاتا اور قائداعظم ان کے راستے میں چٹان کی طرح رکاوٹ نہ بنتے اور پاکستان نہ حاصل کرتے تو یقین کیجیے اس وقت جو حال مسلمانانِ ہند کا ہو رہا ہے وہ آج ہمارا بھی ہو رہا ہوتا۔ لیکن اب ہماری ذمہ داری ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی سیاسی، سفارتی اور اخلاقی حمایت کریں اور ہندوستانی حکومت کو مجبور کریں کہ وہ ان کا تحفظ کرے۔

سوال: انڈیا نے اپنے متنازع شہریت کے قانون کو نام نہاد مظلوموں کے تحفظ کے قانون کا نام دیا ہے۔ کیا دنیا اتنی بیوقوف ہے کہ اس کی چالاکی کو نہیں سمجھ سکتی؟

ایوب بیگ مرزا: دنیا بیوقوف نہیں بلکہ دنیا بہت چالاک ہے۔ لیکن دنیا کی سمجھ اس کے اپنے مفادات کے تحت کام کرتی ہے۔ میری عقل، ضمیر، میرا اخلاق یہ کہتا ہے کہ جس پر ظلم ہو رہا ہے اس کی مدد کرو لیکن میرا مفاد یہ کہتا ہے کہ ظالم کا ساتھ دو اور بدقسمتی سے امت مسلمہ کا بھی یہ حال ہے۔ ہم غیروں سے کیا شکوہ کریں جب اپنوں کا یہ حال ہے۔ اس سے پہلے بابری مسجد کے ساتھ کیا ہوا؟ حالانکہ بابری مسجد تو مشہور ہوگئی تھی اس لیے دنیا کے سامنے آ گئی تھی جبکہ ہندوستان میں بہت سی مساجد کی بے حرمتی کی گئی ہے لیکن امت مسلمہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگی۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ اُمت مسلمہ کے حوالے سے مثال دیا کرتے تھے کہ اگر آپ لکڑی کے اوپر کپڑا باندھ دیں اور اس کو آگ لگا دیں اور اس کو گھمائیں تو ایک آتشی گولہ وجود میں آئے گا لیکن اس کا وجود کوئی نہیں ہوگا۔ یہی حال آج اُمت مسلمہ کا ہے کہ اس کا نام ہے لیکن اس کا وجود کوئی نہیں ہے۔

> میری عقل، ضمیر، میرا اخلاق یہ کہتا ہے کہ جس پر ظلم ہو رہا ہے اس کی مدد کرو لیکن میرا مفاد یہ کہتا ہے کہ ظالم کا ساتھ دو اور بدقسمتی سے امت مسلمہ کا بھی یہ حال ہے۔

سوال: بھارت جو اقدامات اٹھا رہا ہے کیا دنیا اس پر کچھ نہیں کرے گی؟

ایوب بیگ مرزا: ایسے اقدامات کسی قوم کی نسل کشی کا آغاز ہوتے ہیں۔ اگر ان کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ آئی اور کسی نے ڈٹ کر اس کا مقابلہ نہ کیا تو بھارت اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب ہو جائے گا۔ کیونکہ جب ظالم کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ آئے تو ظلم بڑھتا چلا جاتا ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ میں ٹھیک کر رہا ہوں اور میں اس میں کامیاب ہو رہا ہوں۔ لہٰذا مجھے خدشہ ہے کہ یہ اقدامات تو آغاز ہیں اگر کوئی رکاوٹ نہ آئی تو حالات مسلمانوں کی نسل کشی کی طرف جائیں گے۔

سوال: کیا بھارت اور اسرائیل ریاستی سطح پر مسلمانوں کے حوالے سے یکساں پالیسی نہیں اپنا رہے؟

رضاء الحق: یقیناً! اسرائیل 1948ء سے لے کر اب تک فلسطینیوں کے خلاف اقدامات کرتا رہا ہے۔ پہلے ان کو دبایا پھر ان کی زمینوں پر قبضہ کیا، باہر سے سیٹلرز بلائے اور وہاں پر آبادکاری شروع کی۔ آس پاس کے ممالک پر حملہ آور ہو کر ان کو کمزور کیا تاکہ وہ اس کے راستے میں رکاوٹ نہ بن سکیں اور بالآخر اس نے قانون سازی کر کے اسرائیل کو یہودی سٹیٹ بنا دیا۔ پچھلے سال وہاں جیوش نیشن سٹیٹ لاء پاس ہوا جو بالکل بھارت کے متنازع شہریت بل کی طرح کا تھا۔ حالانکہ اسرائیل نے پہلے یہ تسلیم کیا تھا کہ ارض مقدس کا کچھ حصہ فلسطینیوں کو دیں گے اور کچھ حصہ اسرائیلیوں کو لیکن اب وہ کہتے ہیں کہ وہاں صرف اسرائیلی رہیں گے جبکہ فلسطینیوں کے لیے اسرائیل سے باہر سٹلمنٹ کی جائے گی۔ بھارت کو یہ غلط فہمی ہے کہ اس نے خود بہت ساری ترقی کی ہے حالانکہ اس کو مختلف طاقتوں کی ہمیشہ سے سپورٹ رہی ہے۔ بالخصوص سوویت یونین، امریکہ اور اسرائیل کی مدد اس کو حاصل رہی ہے۔ ان ممالک نے بھارت کو معاشی اور عسکری لحاظ سے بہت سپورٹ کیا۔ یہاں تک کہ انڈیا کی لابیز وہاں جا کر بن گئیں۔ البتہ سٹریٹجی اور طاقت کے لحاظ سے اسرائیل کی جو پوزیشن ہے وہ بھارت کی نہیں ہے۔ کیونکہ یہاں بھارت کا مقابلہ کرنے والے طاقتور ملک موجود ہیں۔ اگرچہ پاکستان معاشی لحاظ سے کمزور ہے لیکن عسکری لحاظ سے بہت مضبوط ہے۔ پھر اس علاقے میں clash of interest اور بھی بہت سارے ہیں۔ افغانستان میں جذبہ جہاد بہت زیادہ ہے۔ جبکہ وہ جذبہ آپ کو مڈل ایسٹ میں اسرائیل کے اردگرد نظر نہیں آئے گا جس کی وجہ سے اسرائیل کامیاب ہوا۔ آج کل ہائبرڈ وار فیئر میں اسرائیل انڈیا کی بہت زیادہ مدد کر رہا ہے۔ وہ انڈیا کو اس حوالے سے بھی ٹریننگ دے رہا ہے جس کو وہ انسر جنسی کہتا ہے۔ مثلاً اسرائیل جب حملہ کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہاں سے پہلے ہمارے اوپر پتھر مارے گئے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ انہوں نے پہلے حملہ کیا ہم اس کا جواب دے رہے ہیں لیکن وہ جواب میں پوری کی پوری بستیوں کو تباہ کرنا شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح انہوں نے کشمیر میں بھی انڈین فورسز کو باقاعدہ ٹریننگ دی کہ کس طرح کشمیریوں کو tackle کیا جا سکتا ہے۔ دوسرا معاملہ یہ ہے کہ ابھی ڈیلی ٹیلی گراف نے اس چیز کو پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ

واٹس ایپ کے اوپر سپائیویئر استعمال کر کے اسرائیل نے کوشش کی کہ پاکستان کے آفیشلز کے اکاؤنٹس کو ہیک کیا جائے اور انفارمیشن حاصل کی جائے۔اس کمپنی نے وہ سافٹ ویئر انڈیا کو بھی سیل کیا ہوا ہے۔

سوال: کیا موجودہ حالات میں اسرائیل بھارت سے پاکستان پر حملہ کروا سکتا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: یقیناً! ایسے امکانات موجود ہیں بلکہ یہ حالات ایک خاص مقصد کے تحت پیدا کیے جا رہے ہیں۔عین ممکن ہے کہ انڈیا کے موجودہ انتشار کے پیچھے بھی اسرائیل ہو کہ پہلے یہاں فساد کراؤ تا کہ جواز پیدا ہو اور نتیجے کے طور پر بھارت مجبور ہو جائے کہ وہ پاکستان پر حملہ کرے۔کیونکہ نارمل حالات میں انڈیا کے لیے پاکستان پر حملہ کرنا بہت مشکل ہے۔اس کی دو وجوہات ہیں۔ایک تو ہماری فوج باقی مسلمان ممالک کی طرح کمزور نہیں ہے۔دوسرا پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے۔لیکن یہ بات بھی اپنی جگہ پر اہم ہے کہ دنیا میں اسرائیل اس وقت واحد ملک ہے کہ جنگ جس کی ضرورت ہے۔ جبکہ جنگ ہماری ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہمارے پاس جو کچھ ہے اسی کو سنبھال لیں تو وہی غنیمت ہے۔ یہی معاملہ انڈیا کا بھی ہے۔شہریت کے متنازع قانون سے پہلے بھی وہاں مختلف ریاستوں میں بھارتی حکومت کی رٹ قائم نہیں تھی۔خالصتان کا مسئلہ الگ چل رہا ہے۔گویا انڈیا بھی اس وقت اسی حالت میں ہے کہ اپنے آپ کو سنبھال لے تو وہی غنیمت ہے۔لیکن جنگ چونکہ اسرائیل کی ضرورت ہے اس لیے وہ بھارت کو جنگ میں کود جانے کے لیے ہر صورت دھکیلے گا۔کیونکہ مودی حکومت اور بی جے پی پاکستان اور اسلام دشمنی میں اندھے ہو چکے ہیں اور ان کا اندھا پن ہی ان کو جنگ میں دھکیل سکتا ہے۔

رضاء الحق: آر ایس ایس کا وجود میں آنا ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہندوؤں کے شروع سے ہی یہ عزائم تھے کہ ہم نے بھارت کو انتہا پسند ریاست بنانا ہے۔اسی لیے انہوں نے انڈیا کے آئین کو مسترد کر دیا تھا کہ ہمیں سیکولر ریاست نہیں چاہیے بلکہ ہمیں انتہا پسند ہندو ریاست چاہیے۔انڈیا میں انتہا پسند ہندوؤں کا بہت بڑا گروہ ہے جس کو انڈیا کے حکمران، اسرائیل اور امریکہ بڑی آسانی سے ایکسپلائٹ کرتے ہیں۔اسرائیل کا معاملہ بھی یہی ہے کہ وہ اپنے عزائم کو اپنے مذہب سے جوڑتے ہیں کہ فلسطین میں ہمارے انبیاء رہے ہیں، موسیٰ علیہ السلام وہاں رہے ہیں۔پھر ہماری حکومتیں رہی ہیں، یہاں تک کہ 70ء میں ٹائٹس نے ہمیں نکال دیا تھا۔لہٰذا اب تو ہمارے مسایاح کے آنے کا وقت ہے، ہم تو یہاں پر آئیں گے۔اس کے لیے وہ کوشش کر رہے ہیں کہ جلد سے جلد گریٹر اسرائیل کا قیام عمل میں لایا جائے۔لیکن اس میں سب سے بڑی رکاوٹ مسلمان ہیں۔عرب ممالک کو تو انہوں نے کنٹرول کر لیا ہے لیکن جنوبی ایشیاء کے مسلمان ابھی تک مضبوط ہیں لہٰذا یہودی چاہتے ہیں کہ اس خطہ میں انتشار پیدا کیا جائے تا کہ پاکستان اپنے اندر مصروف ہو جائے۔

> **بھارت کا متنازع شہریت کا قانون ایک ابتدا ہے۔خدشہ ہے اگر بھارت کو روکا نہ گیا تو بات بھارتی مسلمانوں کی نسل کشی کی طرف جائے گی۔**

ایوب بیگ مرزا: عربوں کو تو وہ زیر کر کے فارغ ہو چکے ہیں۔پھر انڈیا اور اسرائیل میں ایک چیز مشترک ہے یعنی اسلام دشمنی۔علاوہ ازیں پاکستان ایک ایٹمی ملک ہے اس سے اسرائیل خطرہ محسوس کرتا ہے۔لہٰذا وہ چاہتا ہے کہ تمام خطرات کو کم کر کے پھر میدان میں نکلے۔لہٰذا یہ امکانات ہیں کہ پاکستان کو جنگ میں دھکیل دیا جائے۔لیکن اصل طاقت تو اللہ ہے ہوگا وہ جو اللہ چاہے گا۔

سوال: مسلمانانِ پاکستان کو کیا لائحہ عمل اختیار کرنے کی ضرورت ہے؟

ایوب بیگ مرزا: بیرونی طاقتیں پاکستان کو عدم استحکام کا شکار کرنا چاہتی ہیں۔کبھی مذہبی لوگوں کے ہم خیال بن کر کبھی مذہب دشمن لوگوں کے ساتھ مل کر۔کبھی لسانی اور صوبائی عصبیت کو اُبھار کر وہ چاہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح پاکستان میں داخلی انتشار پیدا ہو۔چاہے وہ مذہبی لوگ پیدا کریں، مذہب دشمن پیدا کریں یا سیکولر پیدا کریں۔جو لہر بھی ملکی استحکام کے خلاف اٹھے گی وہ اس کا ساتھ دیں گے۔ہماری پاکستانی قوم اس جنگی صورت حال کو سمجھ ہی نہیں رہی۔ہماری اکثریت کا حال یہی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنے دنیوی مسائل میں اس قدر الجھ گئے ہیں کہ ہمیں اپنے قومی، ملی اور دینی فرائض یاد ہی نہیں ہیں۔یہ بہت افسوس ناک بات ہے۔ایسی صورت حال میں ہمارے ان لوگوں کا یہ فرض ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ بیرونی دشمن ہمارے لیے ایسے حالات پیدا کر رہا ہے جو ہماری سلامتی کے لیے خطرناک بن سکتے ہیں تو ان کو چاہیے کہ وہ اپنے ملک اور ملکی اداروں کا ساتھ دیں۔لیکن ہمارے بعض اندرونی لوگ خواہی نخواہی بیرونی دشمنوں کے زیر اثر آ رہے ہیں۔

سوال: بی جے پی حکومت کے متنازع شہریت بل کے ایشو کو پھیلانے میں سوشل میڈیا کا کتنا کردار ہے؟

رضاء الحق: نفسیاتی طور پر دیکھیں تو سوشل میڈیا کا پلیٹ فورم ایسا ہے جس میں Knee jerk Reactions بہت زیادہ آتے ہیں۔ماہرین نفسیات نے اس چیز کی تصدیق کی ہے۔ہمارے سامنے بھی یہ چیز موجود ہے۔اس کے پس پردہ دیکھیں تو سوشل میڈیا جس نے بنایا ہے وہ اپنے مقصد کے لیے ہی اس کو استعمال کرے گا۔ٹھیک ہے اس میں ہمارے لیے کچھ فائدے بھی ہیں جن سے ہمیں مستفید ہونا چاہیے لیکن ہمارا دشمن اپنا جو ایجنڈا پھیلا رہا ہے اس کو بھی ہمیں سمجھنا چاہیے اور اس کا رد کرنا چاہیے۔قرآن میں ہمارے لیے واضح ہدایت موجود ہے:
﴿اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝٦﴾ ''یقیناً مشکل ہی کے ساتھ آسانی ہے۔'' (الم نشرح)
یعنی مشکل حالات ضرور آتے ہیں چاہے وہ معاشی لحاظ سے آئیں یا کسی اور طریقے سے آئیں۔عسکری لحاظ سے بھی آ سکتے ہیں۔اللہ بہتر جانتا ہے۔دشمن متحرک ہے لہٰذا ہمیں چاہیے کہ صرف رائے دینے والے نہ بنیں بلکہ صائب رائے دینے والے بنیں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار، گوجر خان کے ملتزم رفیق محمد زمان شدید علیل ہیں

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا

وقت کی آواز

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ہم مسلسل چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پیسے جا رہے ہیں۔ آئی ایم ایف والے جیبیں پھاڑ ٹیکس لگوا لگوا کر نہال ہوتے ہیں اور ڈومور کا پہاڑہ پڑھتے جاتے ہیں۔ FATF والے اپنے فرمائشی پروگراموں کی بنیاد پر کھیلن کو چاند مانگتے رہتے ہیں۔ اہل ایمان کے گرد شکنجہ کسنے کے تقاضے لامنتہا ہیں۔ مدارس پر وضاحتیں، پابندیاں عائد کرنے کا دباؤ۔ اب کالعدم تنظیموں کے ارکان کو سزا دینے کی ضرورت لاحق ہے انہیں۔ امریکی ڈومور کے 18 سالوں میں عقوبت خانے بھرے، پولیس مقابلے ہوئے۔ ابھی پشاور ہائی کورٹ نے 74 کیسز اسی ڈومورے انصاف کی بھینٹ چڑھنے والوں کے پردے چاک کیے تو یہ مجبوری کھلی کہ قومی مفادات کی خاطر انصاف اس حال کو جا پہنچا۔ اب یہ ہماری گردن پر سوار ہیں۔ باوجودیکہ پاکستان اقلیتوں کی جنت ہے، اکثریت کو اپنی بقا، دفاع کے لالے پڑے رہتے ہیں۔ پھر بھی امریکہ نے ہمیں برما، کیوبا، چین والی فہرست میں ڈال دیا اقلیتوں کے ساتھ ناانصافی کے زمرے میں!

بھارت کے ساتھ مل کر ہمیں دبایا گیا ہے۔ جس پر دفتر خارجہ نے احتجاج بھی کیا ہے۔ بھارت؟ لو وہ بھی کہہ رہے ہیں یہ بے ننگ ونام ہے! کشمیر میں مسلمانوں کا ناطقہ بند کرنے اور کشمیریوں کو اپنے آبائی جدی پشتی خطے سے بے دخل کرنے کے عزائم پر عمل پیرا بھارت؟ پورے بھارت میں شہریت قانون کے ذریعے 25 کروڑ مسلمانوں کو دیوار سے لگانے والا بھارت۔ جس پر ملک بھر کے طول وعرض میں احتجاج، ہنگاموں کی آگ لگ گئی ہے۔ اقلیتوں سے ناانصافی پر بھارت میں مودی سرکار کے اقتدار کا سورج گہنا گیا ہے۔ پانچ ریاستوں میں انتخابات میں شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ دوسری جانب مسلمان تاجروں کو تباہ، جائیدادوں پر قبضے، پولیس کا مسلمانوں کے گھروں میں گھس کر تشدد، لوٹ مار اور یہ دھمکاوے کہ: ''مسلمانوں کے لیے صرف دو مقامات، پاکستان یا قبرستان!''

اگرچہ پاکستان بے چارہ تو غیر مسلم اقلیتوں کے لیے ریشہ خطمی ہوا جاتا ہے۔ باعمل مسلمان پر زندگی تنگ کرنے، قبرستان پہنچانے، فورتھ شیڈول میں ڈالنے کا حکم ہے! ایک نظر پاکستان میں کرسمس کا اہتمام سرکاری سطح سے ملاحظہ ہو۔ مسلم آبادی 96 فیصد ہے، باقی 4 فیصد اقلیت میں عیسائی کل 1.6 فیصد ہیں۔ اب ذرا ملاحظہ ہو کہ ہم رواداری میں بہہ کر ملک بھر کو کرسمس کیکوں، کرسمس ٹری اور کرسمس بابے (سانتا کلاز) کی نذر کیے رہے؟ یہ الگ دلچسپ کہانی ہے کہ قرآن کی رو سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش 25 دسمبر کو نہیں ہوئی۔ اس حقیقت کو ان کے بڑے خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ یہ تو قدیم رومن (کفر قبل از عیسائیت) چھٹی، ایک سیارے (Saturn) سے وابستہ شرکیہ تہوار تھا جسے عیسائیوں نے ہیلووین کی طرح قبول کرلیا تھا۔ گویا عیسائی بدعت ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی درست کہانی 'مھیمن' محافظ حقائق قرآن میں ہے۔ (لاریب، شک وشبہ سے بالا آسمانی صحیفہ جس نے پچھلے صحائف کی تحریفیں، غلطیاں درست کرکے آدم علیہ السلام تا ایں دم انسانیت مکمل درست ریکارڈ عطا کردیا۔) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کھجور کے درخت تلے بیت اللحم میں ہوئی۔ قدموں تلے سیدہ مریم علیہا السلام کے لیے چشمہ عطا ہوا۔ پکی کھجوروں کا موسم تھا جو سیدہ کے لیے درخت سے ٹپک پڑیں، ٹھنڈا پانی پیاس بجھانے کو موجود تھا۔ 25 دسمبر کو وہاں ٹھٹھرتی سردی میں 1 تا 13 ڈگری درجہ حرارت اور کورا جمانے والی سردی میں (بلالحاف!) برفاب زمین پر زچگی؟ یہ کھجور پکنے کا موسم بھی نہیں۔ صرف نمونیے کا موسم ہوتا! یہ واقعہ سورہ آل عمران اور سورۃ مریم میں، مزید حقائق سورۃ النساء اور المائدۃ میں موجود ہیں۔ پھر اللہ کی شدتِ غضب جناب عیسیٰ علیہ السلام کو (نعوذ باللہ) خدا کا بیٹا قرار دینے پر سورۃ الکہف، مریم، الشوریٰ میں ملاحظہ ہو:

''قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑیں، زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں اس بات پر کہ لوگوں نے رحمان کے لیے اولاد ہونے کا دعویٰ کیا''۔ (مریم: 89 تا 91)

اس کے باوجود 1.6 فیصد کے لیے سارا پاکستان جا بجا کرسمس کیک کاٹتا کھاتا رہا؟ سورج تک گہنا گیا۔ کرسمس پر برطانیہ میں ہر سال 7 ارب 30 کروڑ پاؤنڈ کی شراب پی جاتی ہے۔ امریکہ میں کرسمس پر فائرنگ کے 52 واقعات ہوئے، 26 ہلاک۔ یہ ان کی مذہبیت ہے جس پر ہمیں برا بھلا کہہ رہے ہیں!

نیو ایئر باقی ہے۔ یہ ساری بین المذاہب ہم آہنگیاں پاکستان ہی پر لاگو ہوتی ہیں؟ (کشکول بردار ہیں اس لیے!) بھارت؟ اسرائیل؟ برما؟ شام میں بشارالاسد اور روس؟ ناروے کے قرآن سوز ہم آہنگیے کیا ہوئے؟ بس کردو بس! ہمارے حکمرانوں نے اپنی قوم کے نظریات، اقدار، دینی جذبات کا ہلواڑہ کردیا اور دنیا بھر کے چودھری چڑھے چلے آتے ہیں ہم پر! جاؤ! افغانستان میں اپنی عزت سنبھالو، بچاؤ۔ یہ دورہ پاکستان کے مسلمانوں کو جس دن پڑ گیا، امریکہ اور بھارت کو لینے کے دینے پڑ جائیں گے!

دنیا ہمارے ساتھ کیا کررہی ہے؟ کشمیر پر بھارت کو کھلی چھٹی ہے۔ 145 روزہ کرفیو، خوف وہراس کی حکمرانی، زندگی مفلوج ہے۔ دنیا اکا دکا بیانوں کا احسان کر دیتی ہے تو ہم شہ سرخیاں لگا کر خوش ہو رہتے ہیں۔ کشمیر بدستور جبر تلے پس رہا ہے۔ چین میں ایغور مسلمانوں کی دبی گھٹی آہیں کراہیں، خود پاکستان بھی سننا افورڈ نہیں کر سکتا۔ مشرق وسطیٰ کے بڑوں نے بھی چین کو تائیدی تھپکی دے دی۔ مہاتیر اور اردوان نے آواز اٹھائی تو مظلوموں کے سوکھے دھانوں پر کچھ چھینٹے پڑ گئے۔ فلسطین دائماً اسرائیلی جنگی طیاروں، ٹینکوں، بلڈوزوں، بڑھتی پھیلتی قابض یہودی آبادکاریوں کے نرغے میں رہتا ہے۔ ایک دن ذرا فلسطینی احوال کی وڈیوز دیکھ لیں، لقمہ حلق میں اٹکے گا، سانس گھٹ کر رہ جائے گی۔ ننھے معصوم پھول سے بچے، سکول پر بمباری، خون اور آنسوؤں کی بہتی ندیاں۔ سٹریچر پر پڑے ہسپتالوں میں قطار اندر قطار زخمی، ٹوٹے کھنڈر گھر، خوراک کی ناکہ بندی۔ 21 ویں صدی کی چکا چوند میں یہ سب سے بڑی انسانی جیل۔ ہلاکو اور چنگیز کے مظالم بھلا دینے کو روہنگیا، فلسطین، شام کافی ہیں۔ یہ

اعلیٰ ترین تعلیم سے آراستہ، بڑے بڑے تھنک ٹینکی دانشوروں، عالمی انصاف کی عدالت، انسانی حقوق کے علمبردار اداروں اور عالمی سلامتی کے نگہبانوں کی ناک نیچے سب ظلم روا ہے، کیونکہ یہ ڈھایا جا رہا ہے ہر جگہ مسلمانوں پر۔ حتیٰ کہ خود مسلم ممالک میں اس عالمی فرعونی دجالی لابی کے آلۂ کار موجود ہیں جو مسلمانوں کی حالت زار سے نظریں چرائے تھرک تھرک کر ناچ گا کر لال لال لہرانے کی مزید سرفروشانہ تمناؤں کا اظہار یہ بنے بیٹھے ہیں۔

پورا شام کھنڈر میں بدل گیا۔ 20 لاکھ فلسطینی آبادی کا غزہ، 30 لاکھ شامی مسلمانوں کا ادلب ایک سے شب و روز کا حامل ہے۔ بمباریاں، سکولوں، ہسپتالوں پر پوری ڈھٹائی بے حیائی سے۔ وہی سرخ وسفید گلاب بچے، اپنے خون میں نہائے سرخ تر ہو چکے۔ شام میں مسلسل ہوتی ہجرتوں کی آزمائش مزید ہے۔ خاندان، عورتیں بچے قیامت کی سردی، کھلے میدانوں، برستے بیرل بموں تلے رُل گئے۔ صرف ایک ماہ میں مزید 60 ہزار اجاڑ لے گئے۔ شامی، اندھے بہرے گونگے عالمی ضمیر کو چلا کر کہاں ہے: ''خدارا ہم زندہ دفن کیے جا رہے ہیں''۔ چین روس کے ویٹو نے خون مسلم بہائے چلے جانے کو مزید کھلی چھٹی دے دی۔ کیفیت یہ ہے کہ ہیلی کاپٹر راکٹ اور گولیاں برسا رہے ہیں۔ لوگ گاڑی دیکھ کر بچے اجنبیوں کے حوالے کر دیتے ہیں: ''لے جاؤ انہیں کہیں چھپالو، بچالو!'' شہریوں اور گھروں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ عالمی برادری بے حس منہ موڑے بیٹھی ہے۔

بے کسی ہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق
بے دلی ہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں!

ستم تو یہ ہے کہ یہ شام میں قیام جمہوریت اور حصول امن کی کوششیں کہلاتی ہیں۔ بیرل بموں اور گولیوں سے امن بویا جا رہا ہے۔ خون آشام جمہوریت لاگو ہو رہی ہے۔ افغانستان میں بھی یہی ہوا۔ شریعت سے بچانے کو جو کچھ 18 سال ہوا، کھربوں ڈالر اور خون کی آبشاریں بہا کر، اس کا کچا چٹھا ''افغانستان پیپرز'' میں ہے۔ ایسے ہی ''شام پیپرز'' ہوں گے کل کلاں۔ حضرت عیسیٰؑ کی آمد پر بالآخر ''اسرائیل پیپرز'' بھی کھلیں گے۔ ''بس چھوڑ دو، ان کافروں کو اک ذرا کی ذرا ان کے حال پر چھوڑ دو''۔ (الطارق: 17) ہم اللہ کی چال کے منتظر ہیں۔ امریکہ کے 18 سال افغانستان میں! اب لگتا ہے پلک جھپکتے میں گزر گئے۔ بش کہاں ہے؟ ہمارے ہاں کا مشرف کس حال میں ہے؟ مدرسہ ڈسکورسیہ اب بھی مغرب کی نقالی پر کمر بستہ ہیں۔ باجوڑ مدرسے کے شہداء اور افغانستان میں اسلام پر جانیں نچھاور کرنے والے اور بے مثال عزیمت کے کوہ گراں ملا عمرؒ کہاں ہیں؟ یہ سب کہانیاں اپنے انجام کو پہنچ کر رہیں گی۔ ہمیں دیکھنا ہے ہمارے قدموں تلے صراطِ مستقیم ہے؟ انعام یافتگان کی راہ، سورۃ المجادلۃ کی حزب اللہ کی راہ۔ خدانخواستہ حزب الشیطان، حزب الدجال تو نہیں...... دنیا کی کج راہوں سے ہوتی عذاب السعیر میں جا پڑنے والی؟

عروج پر ہے مرا درد ان دنوں ناصرؔ
مری غزل میں دھڑکتی ہے وقت کی آواز!

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ''قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، کراچی'' میں

17 تا 19 جنوری 2020ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

نقباء کورس (نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-3682320 / 0334-0111956

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی یٰسین آباد، کراچی'' میں

17 تا 19 جنوری 2020ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

اور

مدرسین ریفریشر کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-3682320 / 0334-0111956

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 79-35473375(042)

جماعتی زندگی کے مہلک ترین مرض نجویٰ کی حقیقت اور اللہ کی جانب سے اس کی شدید مذمت

انجینئر حافظ نوید احمدؒ

☆ کسی بھی اجتماعیت میں اختلافِ رائے کا ہونا اور فیصلوں پر تنقید کرنا اُس اجتماعیت کے زندہ اور صحت مند ہونے کی علامت ہے، بشرطیکہ ایسا کرتے ہوئے متعلقہ آداب کو ملحوظ رکھا جائے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ ایسا کرتے ہوئے نیت اصلاح کی ہو، نہ کہ کسی کی عزت و آبرو پامال کرنے کی۔ پھر اختلاف اور تنقید اُس فورم پر پیش کی جائے جہاں سے اصلاح ہونے کا امکان ہے۔ اگر اپنے کسی بھائی میں کوئی قابلِ اصلاح پہلو نظر آئے تو اُسے علیحدگی میں بالمشافہ گفتگو کے ذریعے اصلاح کی جانب متوجہ کیا جائے اور اِس سلسلے میں ایک مناسب مدت تک انتظار بھی کیا جائے کہ شاید وہ اپنی اصلاح کر لے۔ اصلاح کی جانب متوجہ کرتے ہوئے اندازِ گفتگو دلسوزی اور ہمدردی والا ہو۔ وہ بھائی محسوس کرے کہ اُس کی کمزوری بیان کر کے اصلاح کرنے والا نہ خوش ہو رہا ہے، نہ لذت لے رہا ہے، نہ اُس کی توہین کر رہا ہے، نہ اُسے صدمہ پہنچا رہا ہے اور نہ اپنی بڑائی کا اظہار کر رہا ہے۔ اگر کسی بھائی کو متوجہ کرنے کا امکان نہ ہو یا بار بار متوجہ کرنے کے باوجود وہ اصلاح قبول نہ کر رہا ہو تو پھر بالاتر اصحابِ امر تک اطلاع پہنچا دی جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب ہماری ذمہ داری ختم ہوگئی ہے۔ یہ شرائط پوری نہ ہوں تو تنقید مہلک اور مضر ثابت ہوتی ہے اور اپنی افادیت کا پہلو کھو دیتی ہے۔

☆ اگر کسی بھائی پر تنقید دوسروں کی موجودگی میں ہوگی تو ''ھمز'' اور ''لمز'' کے حکم میں ہوگی جس پر سورۃ الھمزۃ میں ''وَیل'' کی وعید وارد ہوئی ہے۔ اسی طرح اگر تنقید اُس بھائی کی غیر حاضری میں ہوگی تو ''غیبت'' کے حکم میں آئے گی جسے قرآنِ مجید میں مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ پھر اگر غیبت اصحابِ امر کے خلاف ہو تو یہ کئی گنا زیادہ قبیح اور مہلک ہے۔ نظم تو ہے ہی یہ کہ اپنے سے اوپر کے ذمہ دار کی اطاعت کی جائے۔ جب اُس کا احترام دل میں نہ رہا اور پھر دوسروں کے سامنے بھی اُس کی برائیوں کا چرچا کر کے اُس کے احترام کو اُن کے دلوں میں بھی مجروح کرنا جماعت کی شیرازہ بندی بالکل ہی بکھیر دینے کے مترادف ہے۔ مامورین کونوں کھدروں میں سرگوشیاں کر رہے ہوں گے۔ آپس میں بظاہر بہت دردمندی کے ساتھ مشورے اور تبصرے ہو رہے ہوں گے۔ کہیں گے ہم تو اجتماعیت کی بہتری چاہتے ہیں لیکن امیر صاحب غلط رخ پر چل پڑے ہیں، اُن کے انداز اور فیصلوں سے اجتماعیت کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ ایسے لوگ بظاہر اجتماعیت کی بہتری کی بات کر رہے ہوتے ہیں لیکن حقیقت میں اجتماعیت کی جڑیں کھود رہے ہوتے ہیں۔ وہ دیمک کی طرح اندر سے اجتماعیت کو کھوکھلا کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر ان منفی سرگرمیوں کی روک تھام نہ کی جائے تو کچھ ہی عرصہ میں اُس اجتماعیت کا رعب اور قوت ختم ہو جائے گی۔

☆ سوچنے کی ضرورت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں آپ ﷺ کے سلسلہ میں نجویٰ ہوتا تھا اور بار بار منع کرنے کے باوجود بھی کیا جاتا تھا تو آج اس کا امکان کئی گنا زیادہ ہے۔ لہٰذا ہمیں حد درجہ چوکنا رہنا چاہیے اور حسبِ ذیل امور کا اہتمام کرنا چاہیے:

(i) اختلافِ رائے کے حوالے سے متعلقہ آداب کا خیال رکھا جائے اور بار بار اجتماعات میں ان آداب کی یاددہانی کرا کے اُنہیں ذہن نشین کرایا جائے۔ یہ بات ذہنوں میں بٹھا دی جائے کہ اختلاف کا اظہار ہمیشہ صحیح اور بااختیار فورم پر کیا جائے تاکہ اختلاف کو ختم کرنے کے لیے اقدام کیا جا سکے۔ درست فورم کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر اظہارِ اختلاف کرنا ایک تخریبی عمل ہے۔

(ii) کوئی ساتھی اگر بالاتر اصحابِ امر کے حوالے سے اختلافِ رائے یا منفی تاثر کا اظہار کرے تو اُسے مطمئن کرنے کی کوشش کی جائے ورنہ خاموش رہا جائے۔ اُس پر کوئی ایسی بات، کوئی ایسا اشارہ یا ہلکا پھلکا تبصرہ (loose Comment) نہ کیا جائے جس سے مخاطب یا کسی اور ساتھی کے اندر متعلقہ ذمہ دار کی اطاعت کا جذبہ ڈھیلا پڑ جانے کا امکان ہو۔ یہاں تک کہ مسکرایا بھی نہ جائے، کیونکہ بعض اوقات مسکراہٹ بھی بڑا گہرا پیغام (deep message) منتقل (convey) کر دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بے احتیاطی سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

یہ بھی ملحوظ رہے کہ عام طور پر ایسے شخص کی واہ واہ ہوتی ہے جو نظمِ بالا سے اختلاف کرے اور اُسے بہت بہادر (Bold) سمجھا جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو نظمِ بالا کا وفادار ہو، اُسے پسند نہیں کیا جاتا۔ اِس سب کے باوجود ہم نے نظمِ بالا کے کیے گئے فیصلوں کی مامورین کے سامنے تائید کرنی ہے اور اگر ہمیں خود کسی فیصلہ پر انشراح نہیں تو پھر بھی خاموش رہ کر ہر طرح سے نظمِ بالا کے ساتھ خلوص اور وفاداری کا ثبوت دینا ہے۔

(iii) جب بھی کوئی ساتھی اختلافِ رائے کے اظہار کے لیے متعلقہ آداب کی خلاف ورزی کرے تو اُسے توجہ دلائی جائے۔ اصلاح نہ ہونے پر اُس میں خدا خوفی کا احساس پیدا کیا جائے۔ بعض ساتھی ایسے ہوتے ہیں کہ بار بار توجہ دلانے کے باوجود انتشار پیدا کر رہے ہوتے ہیں۔ اگر وہ باز نہ آئیں تو نظمِ بالا کو اُس کی اطلاع دے کر کردار ادا کرنے کی سفارش کی جائے۔

(iv) جو ساتھی اختلافِ رائے یا نظمِ بالا کے احترام کے حوالے سے آداب و اخلاقیات کا التزام نہیں کرتے، اُن کے لیے خلوصِ دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہدایت کی دعا کرنی چاہیے اور یہ دعا بھی کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ منفی روش کے مضر اثرات سے اجتماعیت کو محفوظ فرمائے۔ آمین!

(v) اپنے لیے خصوصی دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں شیطان کے حملوں اور نفاق کی بیماری سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

اَللّٰھُمَّ طَھِّرْ قُلُوْبَنَا مِنَ النِّفَاقِ، وَاَعْمَالَنَا مِنَ الرِّیَاءِ وَاَلْسِنَتَنَا مِنَ الْکَذِبِ وَاَعْیُنَنَا مِنَ الْخِیَانَۃِ فَاِنَّکَ تَعْلَمُ خَائِنَۃَ الْاَعْیُنِ وَمَا تُخْفِی الصُّدُوْرُ...... آمین!

گردشِ ایام

محمد سمیع

قرآن کریم میں حضور ﷺ سے یہ فرمایا گیا کہ آپ ﷺ کہہ دیں کہ اے ملکوں کے مالک تو جسے چاہے سلطنت دے اور جس سے چاہے سلطنت چھین لے، تو جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے (ہر طرح کی) بھلائی تیرے ہاتھ میں ہے، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔

اگر ہم ملک کی سیاسی تاریخ پر نظر دوڑائیں تو ہمیں نظر آتا ہے کہ جن افراد کو اللہ تعالیٰ نے مسندِ اقتدار پر فائز کیا ان میں سے اکثر نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھلا دیا کہ اللہ نے زندگی اور موت کو اس لیے پیدا کیا تاکہ لوگوں کو آزمائے کہ کون عمل میں بہتر ہے۔ ہمارے صاحبان اقتدار یہ بھول گئے کہ ان کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اقتدار پر فائز کیا جانا بھی دراصل ایک امتحان تھا کہ وہ اس کا شکر ادا کرتے ہیں یا نہیں۔ اس نے ہمیں یہ ملک اس لیے عطا کیا تھا تاکہ ہم اپنے وعدے کے مطابق جو ہم نے تحریک پاکستان کے دوران اللہ سے کیا تھا، ہمارے حکمراں شکر کے طور پر یہاں اسلامی نظام قائم اور شرعی قوانین کا نفاذ عمل میں لاتے ہیں یا نہیں۔

میں یہاں صرف حالیہ برسوں میں اقتدار پر فائز حکمرانوں کی بات کروں گا جن میں میاں نواز شریف، آصف علی زرداری اور پرویز مشرف شامل ہیں۔ میاں نواز شریف کو اللہ تعالیٰ نے پارلیمنٹ میں دوتہائی اکثریت عطا فرمائی اس کے باوجود نہ صرف ملک کے مقصد وجود سے اغماض برتا بلکہ اس کی راہ میں روڑے اٹکائے۔ ان کے دور میں فیڈرل شریعت کورٹ نے سود کے خلاف فیصلہ دیا اور حکومت کو متبادل نظام جاری کرنے کا حکم دیا۔ میاں نواز شریف نے اس کے باوجود کہ انہوں نے کہا تھا کہ ان کی حکومت اس فیصلے کے خلاف اپیل میں نہیں جائے گی، یونائیٹڈ بینک کی طرف سے اپیل کروادی۔ اگر وہ اس فیصلے پر عمل کرنے کے لیے قدم آگے بڑھاتے اور اس ضمن میں ماہرین معاشیات اور علمائے کرام کی خدمات حاصل کرتے تو کوئی وجہ نہیں تھی کہ اللہ تعالیٰ ان کی مدد نہ فرماتا کیونکہ اس کا فرمان ہے کہ جو لوگ ہماری راہ میں کوششیں کرتے ہیں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھائیں گے۔

میاں نواز شریف نے حرم شریف میں یہ وعدہ کیا تھا کہ اگر انہیں اگلی مرتبہ اقتدار ملا تو وہ ضرور شریعت کا نفاذ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تین بار اقتدار پر فائز کیا۔ تیسری بار اقتدار میں فائز ہونے کے بعد انہوں نے اپنے وعدے کے برعکس اس مملکت خداداد کو لبرل ریاست بنانے کا عوامی سطح پر اظہار کیا۔ اب ذرا غور فرمائیں کہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا۔ اقتدار کے لیے نااہل قرار دیئے گئے۔ اپنی زوجہ محترمہ کو موت وزندگی کی کشمکش میں چھوڑ کر ملک واپس آئے اور صاحبزادی سمیت قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، صحت کی خرابی کا سنگین معاملہ پیش آیا۔ ان کے خلاف کرپشن کے مقدمات قائم کئے گئے۔ اب وہ بیرون ملک علاج ومعالجے کے مراحل سے گزر رہے ہیں۔

آصف علی زرداری کو اللہ تعالیٰ نے ملک کی صدارت عطا فرمائی۔ ان سے ملک کے مقصد وجود کا حصول کی جانب اقدام ایک عبث خواہش ہے۔ ان کی جماعت پیپلز پارٹی کا سلوگن ہے کہ اسلام ہمارا دین ہے، جمہوریت ہماری سیاست ہے اور سوشلزم ہماری معیشت ہے۔ اسلام اور سوشلزم دو متضاد چیزیں ہیں۔ جمہوریت سے اسلام کو کتنا فائدہ پہنچا وہ ہم سب جانتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نظام سے ہمیں نقصان ہی پہنچا ہے جس کی انتہا ملک کی شکست و ریخت ہے۔ آج بھی لوگ ملک کی شکست و ریخت میں کردار ادا کرنے والوں میں پارٹی کے بانی چیئرمین کو شامل قرار دیتے ہیں۔ آصف زرداری مسٹر ٹین پرسنٹ سے لے کر ہنڈرڈ پرسنٹ تک قرار دیئے جا چکے ہیں۔ وہ بھی ان دنوں اپنی ہمشیرہ کے ہمراہ قید و بند کی صعوبتوں سے گزر رہے ہیں۔

اب آگے آئیں پرویز مشرف کی طرف۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں مسند اقتدار عطا فرمایا تو انہوں نے روشن خیالی کی راہ اپنائی۔ داڑھی اور برقعے کو فرسودگی کی علامت قرار دیا۔ لال مسجد میں آپریشن کے دوران جو کچھ ہوا اس سے پوری قوم واقف ہے۔ ان کا سب سے بڑا قصور تو یہ ہے کہ انہوں نے امارت افغانستان کے خاتمے میں بھرپور کردار ادا کیا۔ پورا ملک ایک ایسے ملک کے حوالے کر دیا جو اسلام کے دشمن کا کردار ادا کرتا ہے۔ اپنے شہریوں کو پیسے لے کر امریکہ کے حوالے کیا جس میں قوم کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ صدیقی بھی شامل ہے۔

المیہ یہ ہے کہ ہمارا ملک قائم ہوا تھا اسلامی نظام کے قیام کے لیے لیکن پرویز مشرف نے اس کے برعکس امارت افغان کو جو ایک اسلامی ریاست کی حیثیت سے ابھر کر سامنے آیا تھا، ختم کرنے میں کردار ادا کیا۔ پتہ نہیں کتنے مسلمان امریکی فوج کے ہاتھوں اب تک شہید ہو چکے ہیں۔ ان کا خون کس کے سر ہے؟ کیا اللہ کی نظر میں اس سے بھی بڑھ کر کوئی سنگین جرم ہو سکتا ہے؟ پرویز مشرف کو سزا سنائی بھی گئی تو آئین کے معطل کرنے کے جرم میں۔ اس فیصلے کے خلاف اور پرویز مشرف کی حمایت میں جو قوتیں آگے آگے ہیں ان میں ہمارے موجودہ حکمران جو ماضی میں ان کو سزا دینے کے لیے آواز بلند کرنے میں پیش پیش تھے مع اپنی پوری کابینہ کے شامل ہیں۔ حالانکہ انہیں مذکورہ حکمرانوں کے انجام سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔ وہ جو پاکستان کو مدینے کے طرز کی ریاست بنانے کے عزم کو دوہراتے نہیں تھکتے اور جس کی جانب انہوں نے تاحال کوئی سنجیدہ قدم نہیں اٹھایا، ایک ایسے حکمران کی حمایت میں پیش پیش ہیں جو اسلام اور اس کے شعائر کے خلاف اقدامات کر چکا ہے۔ اسلام کے ساتھ ہمارے ملک میں اتنی کھلواڑ ہو چکی ہے کہ اب موجودہ حکمرانوں کے عزم پر بھی لوگوں کو یقین نہیں رہا۔ انہیں اپنے عزم کو عمل میں ڈھالنے کے لیے انہیں ہر ممکن قدم اٹھانا چاہیے۔ خدانخواستہ اگر ان کا یہ عزم بھی اسلام پر سیاست ہے تو ان کے لیے اللہ سے دعا ہی کرنا چاہیے کہ وہ ان کے حال پر رحم فرمائے اور انہیں مذکورہ حکمرانوں جیسے عبرتناک انجام سے بچائے۔ آمین

مزارات کے گدی نشینوں کی پولیٹیکل اکانومی

اکمل سومرو

نوآبادیاتی عہد کی فلسفیانہ بنیادیں تقسیم ہند کے ساتھ دہائیوں بعد بھی سماج میں پیوست ہیں، برطانوی نوآبادکاروں نے طاقت کے جن تصورات کو یہاں کے معاشرے میں رائج کیا وہ مابعد نوآبادیاتی عہد میں بھی نافذ ہیں۔ برطانوی استعمار نے 1857ء کے بعد ہندوستان میں استحصالی تصورات کے تحت نئے سیاسی طبقات پیدا کیے اور انہیں اپنا دست راست بنا کر طاقت میں حصے دار بنایا۔ وفادار خانوادوں کو وائسرائے کے دربار تک رسائی، خطابات اور سرکاری عہدوں سے نواز کر انہیں سماج کے دیگر طبقات کے مقابلے پر ممتاز کیا گیا۔ برطانوی راج میں نوآبادیاتی حکمت عملی کے تحت فرقہ وارانہ مذہبی شناخت کو سیاسی شناخت کے ساتھ مربوط کیا گیا، اس کے لیے سرداروں، وڈیروں، جاگیردار خانوادوں کو مزارات کی گدی نشینی اور پیری مُریدی کے لیے منتخب کیا گیا۔

مزاحمتی تحریکوں کے دباؤ پر برطانوی سرکار نے ہندوستان میں جب کنٹرولڈ جمہوری سیاست متعارف کرائی تو سرکار نے انہی خانوادوں کو اسمبلیوں تک پہنچانے کا بندوبست کیا۔ سرچارلس نیپئر نے سندھ پر قبضہ کرنے کے بعد یہاں کے جاگیرداروں کو قومی اشرافیہ قرار دیا اور پھر انہی جاگیرداروں کو پیری مُریدی کا کردار سونپا گیا۔ پیروں کو ڈپٹی کمشنر، کمشنر یا گورنر کے دربار میں کُرسی عطاء کی جاتی، یہ کُرسی منصب، مُریدوں کی تعداد، انگریز کی وفاداری پر بطور انعام دی جاتی۔ پھر سرکار کی جانب سے ان پیروں کو سونے یا چاندی کے حروف میں لکھا شاباش نامہ دیا جاتا اور مخصوص علامتی لباس کے ساتھ تلوار اور بندوق بھی فراہم کی جاتی۔

ان پیروں کو سیاسی طاقت دینے کے لیے 1876ء میں اینکمبرڈ اسٹیٹ ایکٹ کا نفاذ ہوا، اس قانون کی 1896ء تک توسیع کی جاتی رہی۔ پھر 1905ء میں کورٹ آف وارڈز سسٹم متعارف کرایا گیا جو دراصل اینکمبرڈ ایکٹ کا تسلسل تھا۔ ان پیروں کو انگریز سرکار کی جانب سے اعزازی مجسٹریٹ کے عہدے سے بھی نوازا جاتا۔

عرب میں نئی مملکتوں کے قیام کی برطانوی استعمار کی پالیسی کے خلاف ہندوستان میں جب تحریک خلافت برپا ہوئی تو 1922ء میں سندھ کے پیروں نے اس تحریک کو خوف ناک قرار دیا اور اپنے مُریدوں کو اس تحریک سے الگ رہنے کے لیے فتاویٰ دیے۔ اس تحریک کے دوران جن پیروں نے انگریز سرکار کے ساتھ اپنی وفاداری کو نبھایا انہیں سکھر بیراج کے ساتھ سینکڑوں ایکڑ جاگیریں دی گئیں اور خطابات سے نوازا گیا۔

یہ دراصل ہندوستان پر اپنا تسلط برقرار رکھنے کے لیے برٹش پیر الائنس تھا جسے پنجاب تک پھیلایا گیا تھا۔ 29 مارچ 1849ء میں دس سالہ سکھ حاکم سے بذریعہ معاہدہ انگریزوں نے پنجاب پر قبضہ کیا اور اس قبضے کے بعد یہاں پنجابی پیروں کے ایک نئے طبقے کی پرورش کی گئی۔ برطانوی سرکار پنجاب میں شہری سیاست کو دیہی سیاست سے الگ رکھنے میں کامیاب ہوئی جس کے لیے انگریز کے وفادار پیروں نے کردار نبھایا، پنجاب کے تمام بڑے پیر اور مزارات کے گدی نشین بڑے بڑے زمیندار و جاگیردار تھے۔ سرکاری مشینری کے ذریعے سے مُریدوں کو یہ ادراک کرایا گیا کہ پیر گورنر پنجاب یا ڈپٹی کمشنر تک رسائی رکھتا ہے۔ اس سے عوامی سطح پر پیروں کے رُعب و دبدبے میں اضافہ ہوا۔

جب پنجاب میں امپریل لیجیسلیٹو کونسل بنائی گئی تو ان جاگیردار نُما پیروں کو نمائندگی دی گئی۔ ان سجادہ نشینوں کے رشتے داروں کو بھی لمبردار، ذیلدار اور امپیریل فوج میں نان کمشنڈ رینک سے نوازا جاتا۔ برطانوی سرکار نے جاگیرداروں اور پیروں کو تحفظ فراہم کرنے کے لیے 1900ء میں انتقال اراضی قانون کا نفاذ کیا۔ چونکہ دیہی علاقوں میں پیروں کو ہی جاگیرداری کا کردار دیا گیا لہٰذا دیہاتوں میں غیر زرعی پیشے سے وابستہ افراد پر دیہی علاقوں میں زمین کی خریداری پر پابندی عائد کر دی گئی اور جنوبی پنجاب کے سید اور قریشی سجادہ نشینوں کو اس قانون کے تحت زراعت پیشہ طبقات میں شامل کیا گیا۔ پیروں اور گدی نشینوں کا یہ طبقہ اپنی سیاسی قوت کی بدولت پسماندہ دیہاتوں کی ترقی و بیداری کو اپنی تباہی تصور کرتا تھا۔

پنجاب سیٹلمنٹ کمشنر جے ولسن نے فروری 1901ء میں پیروں اور سجادہ نشینوں کی جاگیروں کو سیاسی وجوہات کی بناء پر تحفظ دینے پر زور دیا اور جلیانوالہ باغ میں قتل عام کا حکم دینے والے لیفٹیننٹ گورنر سر مائیکل ڈائر نے سجادہ نشینوں کی مقامی طاقت کی اہمیت کے پیش نظر اس قانون کی حمایت کی۔ صرف یہی نہیں بلکہ برطانوی سرکار نے دونوں عالمی جنگوں میں فوجی بھرتیوں کے لیے بھی پیروں، سجادہ نشینوں کو ریکروٹمنٹ افسرز بنایا اور عارضی طور پر اعزازی لیفٹیننٹ اور کیپٹن کے عہدوں پر تعینات کیا۔

مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے تحت پنجاب میں 1920ء میں صوبائی انتخابات کا انعقاد ہوا تو دیہی مسلم حلقہ جات کے 27 ممبران کو لاہور بھیجا گیا جن میں سے 5 کا تعلق نامور پیر خاندانوں سے تھا۔ میاں فضل حسین نے جب 1923ء میں یونینسٹ پارٹی قائم کی تو لیجیسلیٹو کونسل کے ان پانچوں پیروں نے اس پارٹی میں شمولیت اختیار کی۔ پنجاب کے دیہاتی و قصباتی حلقوں سے منتخب ہو کر آنے والے بیشتر کونسل اراکین ان مراعات یافتہ طبقوں سے تعلق رکھتے تھے جنہیں برطانوی سرکار نے اپنے بازوئے شمشیر زن کے طور پر پنجاب میں استعماری جڑیں مضبوط کرنے کے لیے جمہور پر مسلط کیا ہوا تھا، جمہور کی غالب اکثریت کو تو رائے دہی کا حق بھی حاصل نہیں تھا۔ ان گدی نشینوں کی جبین نیاز صوبائی گورنر کے آستانہ اقتدار پر ہی نہیں بلکہ ضلع و تحصیل کے انگریز افسران کی دہلیزوں پر بھی ناصیہ فرسائی کرنے میں فخر محسوس کرتی تھی۔ میاں فضل حسین خود شہری تھے مگر منتخب جاگیرداروں کے حلقے سے ہوئے تھے۔

پنجاب میں اس وقت مزارات کی تعداد 598 ہے، ان میں 64 درباروں کے گدی نشین، متولی اور پیر آج بھی براہ راست سیاسی نظام میں حصہ دار ہیں۔ سرگودھا، جھنگ، پاکپتن، ساہیوال، وہاڑی، منڈی بہاؤ الدین، اوکاڑہ، حجرہ شاہ مقیم، ملتان، چشتیاں، خیرپور ٹامیوالی کے گدی نشین براہ راست انتخابات میں حصہ لیتے ہیں، یہاں کے گدی نشین جنگ آزادی کے مجاہدین کو کچلنے کے

لیے ایسٹ انڈیا کمپنی کے دست راست بنے اور ان گدی نشینوں نے انگریزوں کے حق میں فتویٰ دیے اور جنگ کو بغاوت قرار دیا اور انعام کے طور پر جاگیریں پائیں۔ یہی وجہ تھی کہ ان گدی نشینوں کو انگریزوں نے نوآبادیاتی عہد کے پاور سٹرکچر میں شامل کیا اور کورٹ آف وارڈز کے ذریعے سے انہیں مستقل سیاسی طاقت دی گئی۔

کورٹ آف وارڈز سسٹم کے تحت جن گدی نشینوں کو جاگیریں دی گئیں ان کی تفصیلات بھی ملاحظہ کیجیے:

1930ء میں شاہ پور کے غلام محمد شاہ، ریاض حسین شاہ کو 6423 ایکڑز جاگیر، اٹک کے سردار شیر محمد خان کو 25185 ایکڑز، جھنگ کے شاہ جیونا خاندان کے خضر حیات شاہ، مبارک علی، عابد حسین کو 9564 ایکڑز، ملتان کے سید عامر حیدر شاہ، سید غلام اکبر شاہ، مخدوم پیر شاہ کو 11917 ایکڑز، ملتان کے گردیزی سید جن میں سید محمد نواز شاہ، سید محمد باقر شاہ، جعفر شاہ کو 7165 ایکڑز، جلال پور پیروالا کے سید غلام عباس، سید محمد غوث کو 34144 ایکڑز، گیلانی سید آف ملتان جس میں سید حامد شاہ اور فتح شاہ کے نام 11467 ایکڑز، دولتانہ خاندان کے اللہ یار خان آف لڈھن کو 21680 ایکڑز، ڈیرہ غازی خان کے میاں شاہ نواز خان آف حاجی پور کو 726 ایکڑز، مظفر گڑھ کے ڈیرہ دین پناہ خاندان کے ملک اللہ بخش، قادر بخش، احمد یار اور نور محمد کو 2641 ایکڑز اور ستپور کے مخدوم شیخ محمد حسن کو 23500 ایکڑز جاگیر دی گئی۔

آج ان خانوادوں کے جانشین اور اولادیں صوبائی اور قومی اسمبلی کی نشستوں پر براجمان ہیں اور جمہوریت کے چیمپئن ہیں۔

برطانوی استعمار نے جاگیریں دینے کے ساتھ ساتھ درباروں کے گدی نشین خاندانوں کو ذیلدار کے عہدوں پر بھی تعینات کیا۔ اس میں مظفر گڑھ سے دیوان محمد غوث، سید باندے شاہ، خان صاحب مخدوم محمد حسن، سید تراب علی شاہ، سید عامر احمد شاہ، سید غلام سرور شاہ، سید جندوڈا شاہ، میانوالی سے سید قائم حسین شاہ، غلام قاسم شاہ، شاہ پور سے پیر چن پیر، سید نجف شاہ، فیروز دین شاہ، پیر سلطان علی شاہ، علی حیدر شاہ، جھنگ سے محمد شاہ، اللہ یار شاہ، محمد غوث اور بہادر شاہ کو ذیلدار کا عہدہ دیا گیا۔

ہندستان پر برطانوی تسلط کے 180 سال بعد 1937ء میں محدود جمہوری انتخابات کرائے تو یونینسٹ پارٹی میں شامل انہی جاگیردار، گدی نشین اور پیروں کو منتخب کرایا گیا، 1946ء کے انتخابات میں بھی یہی خاندان برسر اقتدار آئے۔ جنوبی پنجاب کے گیلانی، قریشی، ڈیرہ غازی خان کے علاوہ وسطی پنجاب سے پیر نصیر الدین شاہ آف کمالیہ، شاہ جیونا آف جھنگ، مخدوم سید علی رضا شاہ آف سندھلیانوالی، مخدوم ناصر حسین شاہ، پیر محی الدین لال بادشاہ آف مکھڈ شریف اٹک نمایاں تھے۔ یہی خاندان یونینسٹ پارٹی کو چھوڑ کر آل انڈیا مسلم لیگ میں شامل ہوئے اور اپنے مفادات کو پاکستان کی حمایت سے جوڑ دیا۔

قیام پاکستان کے بعد ان گدی نشین پیروں نے قومی جمہوری اور مارشل لاء کی سیاست میں مستقل طور پر اپنا وجود قائم کر لیا۔ ایوب خان کے بنیادی جمہوریتوں کے تصور سے لے کر ضیاء الحق کی مجلس شوریٰ اور جنرل پرویز مشرف کے روشن خیال تصورات کی حمایت میں یہ گدی نشین پیش پیش رہے۔ قومی وصوبائی سیاست میں نمائندہ درباروں کے یہ بااثر گدی نشین اور پیروں کے حلقہ جات کا بغور جائزہ لیا جائے تو وہاں شرح خواندگی تشویش ناک حد تک کم ہے۔

درباروں کے یہ مذہبی نمائندے اپنے مُریدوں سے نذرانے، منتیں، مرادیں لیتے ہیں اور محکمہ اوقاف پر ان کا ہمیشہ مکمل کنٹرول رہا ہے۔ گزشتہ دنوں پنجاب اسمبلی میں وزیر اوقاف نے رپورٹ جمع کرائی کہ محکمہ کے زیر انتظام مزارات کی تعداد 544 ہے اور ان مزارات سے سالانہ آمدن ڈیڑھ ارب سے زائد ہوتی ہے، یعنی سرکار کے کھاتے میں مُریدوں اور زائرین کے نذرانوں سے بس اتنی رقم جمع ہوتی ہے۔ مزارات سے منسلک زرعی جاگیروں پر ملی بھگت سے مقامی افراد قابض ہیں اور ان جاگیروں کا رقبہ سینکڑوں ایکڑز ہے۔ متعدد مزارات کی گدی نشینی دراصل اب جانشینی میں تبدیل ہو چکی ہے۔

مابعد نوآبادیاتی عہد کے سیاسی ڈھانچے میں ان گدی نشینوں کی اجارہ داری و سیاسی طاقت کو قائم رکھا گیا ہے۔ اکثر درباروں اور مزارات کا سیاسی کردار انہی گدی نشینوں کی ایماء پر طے ہوتا ہے۔ قومی سیاسی نظام کے تحت ان درباروں کو مذہبی طاقت فراہم کی گئی ہے تاکہ ملک پر استعماری نظام کے تسلط اور قومی ذہن کو اجتماعی سوچ و فکر اور جدوجہد سے عاری رکھ کر اجارہ دار طبقات کی تکوینی طاقت برقرار رہے۔

❁❁❁

دعائے مغفرت — اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

☆ حلقہ اسلام آباد، ماڈل ٹاؤن ہمک کے ناظم دعوت رمیض الاحسان کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0321-5046449

☆ تنظیم اسلامی چکوال کے ملتزم رفیق امیر افسر کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0335-5397313

☆ حلقہ پنجاب پوٹھوہار کی رفیقہ تنظیم [زوجہ کرنل (ر) عبدالقدیر] کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت (کرنل): 0335-8291851

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، پشاور صدر کے رفیق محترم زاہد رشید کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0345-9112934

☆ حلقہ جنوبی پنجاب وہاڑی کے رفیق جناب محمد رمضان وفات پاگئے۔

برائے تعزیت (بیٹا): 0321-5959617

☆ حلقہ اسلام آباد کے معتمد یوسف عزیز کا بھانجا جو آرمی میں تھا، وزیرستان میں شہید ہوگئے۔

برائے تعزیت: 0334-5309613

☆ حلقہ اسلام آباد، غوری ٹاؤن کے رفیق عمران شاہد کی ساس وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0340-1892653

☆ حلقہ لاہور شرقی، شاہدرہ کے نقیب مجاہد حسین باجوہ کی ساس وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0323-4051975

☆ حلقہ ملاکنڈ دیر کے ملتزم رفیق سید امجد علی شاہ کے داماد وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0344-9662918

☆ حلقہ ملاکنڈ دیر کے مبتدی رفیق محمد عباس کے دادا وفات پاگئے۔

برائے تعزیت: 0342-9728748

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَادْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

Afghanistan Papers Proves U.S. Invasion Was Built on Lies and Deceit

The war in Afghanistan, the longest war in American history, is based on lies made by top U.S. officials and was “idiotic” as there was no clear plan (the only plan was to create chaos), according to the documents published by the Washington Post, dubbed the ‘Afghanistan Papers.’ According to the papers, the U.S. has wasted nearly $1 trillion of taxpayers money in war against the Afghan people, with it expecting to cost trillions more. Effectively, it is the taxpayer’s money being wasted to maintain the war and illegal occupation so that shareholders in U.S. military industries can profit while millions of Americans as well as the people of Afghanistan remain in poverty. The death toll of this war for ordinary Afghan people is staggering and would have warranted an investigation of war crimes had the culprit been any other belligerent than the US.

Almost half a century ago, the famous Pentagon Papers revealed the secret history and embarrassing truth about the Vietnam War. Documents published by the Washington Post have effectively replicated this in relations to the U.S. invasion of Afghanistan following the false flag September 11, 2001 ‘attacks’, which have been led with equal stubbornness by three different U.S. presidents – George W. Bush, Barack Obama and Donald Trump. Although Trump proclaimed withdrawing from Afghanistan, approaching the end of his first mandate and 18 years into the war, there has been hundreds of thousands of innocent Afghan victims, with no end in sight.

General Michael Flynn, Trump’s first national security adviser, behind closed doors, unaware that his words would once reach the public, testified that:

“There is a machinery that is behind what we do, and it keeps us participating in the conflict because it generates wealth.”

After all, former US diplomat James Dobbins was quoted as saying:

“We don’t invade poor countries to make them rich. We don’t invade authoritarian countries to make them democratic. We invade violent countries to make them peaceful and we clearly failed in Afghanistan.”

And the “staggering” amount of money spent so far on the war in Afghanistan – between $934 billion and $978 billion at no cost to the CIA, caught the attention of the Washington Post as it has never been audited and justified. We must not be mistaken and think it is a conspiracy theory, as there is a powerful Military Industrial Complex that needs war for profit.

The Afghanistan Papers demonstrate that there is inertia in Washington’s endless war strategy that has been going on for decades. It has been shown time and again that the overwhelming U.S. forces cannot subjugate the Afghan Taliban that are determined to fight for their cause and country.

The Afghanistan Papers reveal that 775,000 U.S. troops have passed through Afghanistan since 2001, with some 2,300 killed and 20,589 wounded, yet, U.S. officials acknowledge that

their military strategies have been fatally flawed.

Officially, according to the Washington Post, one of the intentions of the occupation forces was to curb opium production. However, Afghan farmers now produce more poppies than ever before, with strong evidence that the CIA are involved in the cultivation and smuggling of the poppies. Last year, according to the United Nations, with the puppet regime installed by the US at the helm of affairs, Afghanistan was responsible for 82% of global opium production.

The true goal of occupation of Afghanistan is actually quite clear: Apart from dismantling the regime of the Afghan Taliban and getting a direct line of sight to infiltrate Pakistan, it is a central strategic point in the Eurasia area to counter Chinese and Russian interests in Central Asia. The true reason for the occupation of Afghanistan is actually quite clear, to control the more than $1 trillion of riches found in the country, and have access to other rich deposits of natural resources in Central Asia, a space traditionally influenced by Russia and China.

In a nutshell, as a former commanding general in Afghanistan said:

"I tried to get someone to define for me what winning meant . . . and nobody could. Some people were thinking in terms of Jeffersonian democracy, but that's just not going to happen in Afghanistan."

<u>Source</u>: *Article by Paul Antonopoulos; published by New Eastern Outlook*

<u>Note</u>: ***The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article***

ضرورت رشتہ

☆ جھنگ صدر میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 21 سال، تعلیم ایم اے انگلش، کو فیصل آباد ڈویژن کی حدود میں دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0306-8098717

☆ جھنگ صدر میں رہائش پذیر فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، حافظہ دوسالہ عالمہ کورس ترجمہ تفسیر کورس، تعلیم بی ایس سی، شرعی پردہ کی حامل کو فیصل آباد ڈویژن کی حدود میں دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔

برائے رابطہ: 0331-6500229

☆ کراچی میں رہائش پذیر، رفیق تنظیم کی صاحبزادی جو خود بھی رفیقہ تنظیم ہے، صوم وصلوٰۃ، شرعی پردے اور دینی اُمور واحکامات کی پابند، تعلیم ایم ایس سی (میڈیکل شعبہ سے وابستہ) قد 5 فٹ، عمر 31 سال کے لیے شرعی احکامات کا پابند، اعلیٰ تعلیم یافتہ، دیندار، برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ عمر کی حد 35 تا 38 سال۔ والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0303-2050189 03055723003

مرکز تنظیم اسلامی کی جانب سے

مبتدی نصاب کی آڈیو (mp3) ریکارڈنگ

ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب کی آواز میں

کسی بھی ڈیوائس پر دستیاب ہے

☆ قرآن حکیم اور ہماری ذمہ داریاں ☆ رب ہمارا
☆ دنیا کی عظیم ترین نعمت قرآن حکیم ☆ راہ نجات
☆ حب رسول ﷺ اور اس کے تقاضے ☆ عزم تنظیم
☆ رسول ﷺ انقلاب کا طریقہ انقلاب ☆ تعارف تنظیم اسلامی
☆ تنظیم اسلامی کی دعوت ☆ تنظیم اسلامی کا تاریخی پس منظر
☆ اسلامی نظم جماعت میں بیعت کی اہمیت
☆ انفرادی نجات اور اجتماعیت کے لیے قرآن کا لائحہ عمل

ملنے کا پتہ: ''دارالاسلام'' مرکز تنظیم اسلامی، ملتان روڈ، چوہنگ لاہور
فون: 79-(042)35473375

تیار کردہ: انجمن خدام القرآن فیصل آباد
P-45 قرآن اکیڈمی سعید کالونی نمبر 2 فیصل آباد
فون: (041)2437781-2437618

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.1

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore